سلسلہ مطبوعات (49)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ

اور

حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ

www.rahimia.org

حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

سلسلہ مطبوعات (49)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ

اور

حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ

حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

www.rahimia.org

زیر اہتمام

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

نام پمفلٹ	......	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ
		اور
		حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
مؤلف	......	حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
سلسلہ مطبوعات نمبر	......	49
سن اشاعت اول	......	نومبر/ 2000ء
سن اشاعت دوم	......	جون/ 2020ء
زیرِ اہتمام	......	شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن، ملتان
قیمت	......	

ملنے کا پتہ:

☆ رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور

PH:00-92-42-36307714 , 36369089

برائے خط و کتابت:

☆ پوسٹ بکس نمبر 938، پوسٹ آفس گلگشت، ملتان

www.rahimia.org

فہرست مضامین　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　صفحہ نمبر

رائے پوری سلسلے کے مسند نشین ثالث	۵
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے حالاتِ زندگی	۶
اپنے نانا کی نسبتوں کے امین	۸
رائے پوری نسبت کی تکمیل	۸
حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے خادمانہ تعلق	۹
حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے لیے خانقاہ کی تعمیر کے لیے کوشش	۹
القائے نسبت کے بعد اپنے شیخ کی مجسم تصویر	۱۰
حضرت رائے پوری ثانیؒ کے جانشین اور مسند نشین ثالث	۱۱
رائے پوری فکر و عمل کا تحفظ اور اس کے فروغ میں کردار	۱۱
مشکل حالات میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا کردار	۱۱
اسلام کا نام استعمال کرنے والی بناوٹی جماعتوں کی مزاحمت	۱۲
شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کا تحفظ	۱۳
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی سیاست میں رہنمائی	۱۳
حضرت سندھیؒ کا دفاع	۱۷
خانوادۂ حضرت مدنیؒ کے ساتھ شفقت و محبت	۱۸
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۹
قادیانیت کے خلاف تحریک کی سرپرستی	۱۹
مدارس و مراکزِ علمیہ کی سرپرستی	۲۲
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ اور حضرت بنوریؒ کا تعلق	۲۳
دیگر مدارسِ دینیہ کی سرپرستی	۲۴

www.rahimia.org

فہرست مضامین — صفحہ نمبر

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا سلوک واحسان	۲۵
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ ؛ ایک قوی التاثیر بزرگ	۲۶
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی مجددانہ شان	۲۸
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے تربیتی اسفار	۲۹
رائے پوری سلسلے کے مسند نشین رابع	۳۲
حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے حالاتِ زندگی	۳۲
حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے جانشین اور مسند نشین رابع	۳۶
حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ پر مشائخ رائے پور کا اعتماد	۳۹
اپنے دونوں مشائخ کی ساٹھ سال صحبت اور خدمت	۴۰
مشائخ رائے پور کے مزاج کا مجسمہ فکر وعمل اور نمونۂ جہد وکردار	۴۱
اپنے مشائخ کے سیاسی فکر پر ثابت قدمی اور جدوجہد	۴۱
قومی اور ملّی نقطۂ نظر سے انسانیت دوست سیاسی سوچ کی ضرورت	۴۲
مراکزِ علمیہ اور مدارسِ دینیہ کی سرپرستی	۴۴
حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کا سلوک وطریقت میں کردار	۴۴
ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور کے مقاصد واہداف	۴۵
حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کا وِصال	۴۷
دعا بہ درگاہِ خداوندِ عز وجل	۴۹
حوالہ جات وحواشی	۵۰

www.rahimia.org

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا
شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ (م 1962ء) کی ذاتِ قدسی صفات سے لاکھوں انسانوں نے فیض حاصل کیا۔ ہزاروں کی اصلاح ہوئی۔ راہِ ضلالت پر بھٹکتی ہوئی انسانیت پر راہِ ہدایت کی حقانیت ظاہر ہوئی اور یوں ایک عالَم (جہاں) آپؒ کی ذات کے فیضان سے مستفید ہوا۔ باطل کے پاؤں اُکھڑے اور حق کے غلبے کی جدوجہد کو راستہ ملا۔ مظلوم انسانیت کو ظالم سامراج کے براہِ راست تسلط سے آزادی حاصل ہوئی۔ آپؒ اور آپؒ کی جماعت کی عظیم قربانیوں کے سبب انگریز سامراج کو اس خطے سے بوریا بسترا گول کرنا پڑا۔ یوں قومی آزادی کی جدوجہد ایک عظیم علاقہ میں کامیاب ہوئی۔

اگرچہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کا فیضان بڑا وسیع اور ہمہ گیر ہے اور ہر طبقے کے لوگ آپؒ کی صحبت میں رہ کر مستفید ہوتے رہے ہیں۔ ان میں بہت سے حضرات وہ تھے، جو پہلے سے دین کے کسی نہ کسی شعبے میں کام کر رہے تھے اور اپنی خدماتِ دینی کی وَجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ محض اصلاحِ نیت کے جذبہ سے آپؒ کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے اور تربیتِ اَخلاق اور سلوک و احسان کے حصول کی آرزو لیے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ان میں سے جن حضرات کے حالات کچھ درست ہوتے اور دینی ماحول بنانے میں ممد و معاون بنتے، حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ انھیں دوسروں کو اللہ کا نام بتانے کی اجازت دے دیتے، تاکہ اس پُرفتن ماحول میں عام لوگوں میں عقائد کی درستگی اور اعمال کے اصلاح کی صورت قائم رہے۔

وہ حضرات جنھوں نے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے جامع فکر و عمل اور جہد و کردار کے حقیقی نقوش کو سمجھا اور اسی کے ہو کر رہے، وہ چند خلفا ہی ہیں۔ ان حضرات نے اپنے

www.rahimia.org

آپ کو مٹا کر بڑے عزم و ہمت سے اس عظیم خانقاہ کے مزاجِ عالی کو اپنے جوہر قلب میں جگہ دی۔ حقیقت میں یہی وہ حضرات ہیں جو اپنے شیخ کے رنگ میں کچھ اس طرح رنگے گئے، کہ خانوادۂ ولی اللّٰہی، امدادی، گنگوہی اور رحیمی فکر وعمل کے امین اور سچے وارث قرار پائے۔ یہی لوگ خانوادۂ ولی اللّٰہی اور ان کے جانشین حضرات مجددین اُمت کے فکر وعمل کو آگے منتقل کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہوگئے۔ نیز اسی کے ساتھ دور کے تقاضوں کے مطابق دین حق کے غلبے کے لیے جس حکمتِ عملی کو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے مرتب کیا تھا، اس پر صحیح معنوں میں کام کرنے کے لیے سراپا عمل بن گئے۔

ان حضرات خلفا میں سب سے ممتاز شخصیت قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی ہے۔ چناں چہ آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے بعد خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین اور اس کے جامع فکر وعمل اور جہد و کردار کے حامل قرار پائے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری دور میں آپؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی وہ امانت جو آپؒ نے قطبِ عالم حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے حاصل کی تھی، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے سپرد فرما دی۔ یوں حضرت رائے پوری ثالثؒ اپنے نانا حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے فکر وعمل کے سچے وارث اور اسے آگے منتقل کرنے کے ذمہ دار قرار پائے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے حالاتِ زندگی

آپؒ قطب عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے حقیقی نواسہ ہیں۔ آپؒ کا آبائی وطن گمتھلہ ضلع کرنال ہے۔ آپؒ کے والدِ گرامی حضرت چوہدری تصدق حسینؒ ہیں۔ آپؒ کی ولادت 10/ جمادی الاولیٰ 1323ھ/ 16/ جولائی 1905ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ آپؒ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی، وہ انتہائی پاکیزہ اور اونچی نسبتوں کا حامل تھا۔

آپؒ کے والد گرامی حضرت چوہدری تصدق حسینؒ قطب ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت اور انتہائی ذاکر شاغل اور دینی فہم وبصیرت کے حامل تھے۔ آپؒ کا نام ''عبدالعزیز'' حضرت عالی رائے پوریؒ نے تجویز فرمایا اور اپنی توجہاتِ

قلبیہ سے مستفید فرمایا۔ اس طرح اپنے نانا قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی قلبی توجہات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپؒ نے شعور کی آنکھ کھولی تو چاروں طرف اونچی نسبتوں کے حامل حضرات آپؒ پر شفقت فرماتے رہے۔

قرآن حکیم حفظ کرنے کے بعد رائے پور میں آپؒ کا قیام رہا۔ اس دوران حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کی نوازشاتِ قلبیہ سے بھی آپ کو سیرابی کا موقع ملا۔ اسی طرح جب مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور۔ میں داخل ہوئے تو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ کے ہاں آپؒ کی تعلیم وتربیت کا اہتمام ہوا۔ ان حضراتؒ کی آپؒ پر شفقتیں بھی بے پایاں رہیں۔ چناں چہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے خاص طور پر آپؒ کو دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کرائی، حال آں کہ اس سے کئی سال پہلے حضرت سہارن پوریؒ پڑھانا چھوڑ چکے تھے۔ اس طرح آپؒ نے حضرت سہارن پوریؒ کے زیرِ نگرانی ۱۳۴۴ھ/ 1924ء کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے درسِ نظامی کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے سب سے پہلے اپنے نانا حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت کی۔ ان سے سلوک و احسان کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ظاہری تعلیم و تربیت کے بعد آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی صحبت اور معیت میں مسلسل چوالیس سال تک رہے اور ان سے اجازت و خلافت اور جانشینی سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنے آخری رمضان میں آپؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی زبانی مجمع عام میں اس کا اعلان کروایا۔

آپؒ نے اپنے شیخ کے وِصال (1962ء) کے بعد تیس سال تک سلسلۂ رائے پور کے وابستگان اور سالکین و طالبین کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ نیز مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سمیت ہندوستان اور پاکستان کے بہت سے مدارس کی سرپرستی فرمائی اور غلبہ دین کے حوالے سے علمائے حق کی تحریکات کی رہنمائی اور سرپرستی کی۔ اس طرح شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کو برقرار رکھا۔ آپؒ نے یکم رذی الحج ۱۴۱۲ھ/2رجون 1992ء کو لاہور میں انتقال فرمایا۔

اپنے نانا کی نسبتوں کے امین

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی توجہات اور فیوضات آپؒ پر رہیں، حتیٰ کہ انھوں نے اپنے آخری ایام میں آپؒ پر خصوصی توجہ فرمائی۔ انھی دنوں میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی بڑی خدمت کی۔ آخر زمانے میں حضرت عالی رائے پوریؒ بیماری اور کمزوری کے سبب اکثر قرآن کریم کی تلاوت کی سماعت کیا کرتے تھے۔ رمضان اور غیر رمضان میں یہی معمول تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے بڑی ہمت واستقلال سے مسلسل اور روانی کے ساتھ آپؒ کو متعدد مرتبہ قرآن کریم سنایا۔ اس دوران قطبِ عالم حضرت رائے پوریؒ پوری طرح آپؒ کی طرف متوجہ رہتے تھے، حتیٰ کہ انھوں نے آپؒ کے جوہر قلب میں جذبۂ نبویؐ کی اس بلند نسبت کو راسخ کر دیا، جو قرآن کے فیضان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور قرآنی انقلاب کے اسی فکر و عمل کو آپؒ کے جاذبہ قلبی میں اس طرح پیوست کر دیا کہ وہ سلسلے کے مشائخ کی نسبتوں کا امین بن گیا۔

رائے پوری نسبت کی تکمیل

بلاشبہ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ وہ عظیم شخصیت ہیں، جنھوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی ذات قدسی صفات میں اپنے آپ کو فنا کر کے مشائخ رائے پور کی نسبت جامعہ کو بڑی عمدگی سے پوری طرح جذب کیا تھا۔ آپؒ کے جوہر قلب میں بچپن کے زمانے سے اس سلسلے کے مشائخ کرام کی جو محبتِ قویہ پیدا ہوئی تھی، اس کے اثرات نے آپؒ کی ذات میں بڑی اونچی استعداد پیدا کر دی۔

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کو جاذبہ حق کی طرف کھینچ کر اپنی زندگی میں ہی آپؒ کی نسبت کی تکمیل کر دی تھی۔ چناں چہ ایک مرتبہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تمھارے ابا جان کی نسبت کی تکمیل تو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ

ہی کر گئے تھے۔"(1)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے خادمانہ تعلق

اسی طرح جب حضرت اقدس عالی رائے پوری کا وصال ہوا، تو حضرت منشی رحمت علی جالندھریؒ (خلیفہ حضرت عالی رائے پوریؒ) نے حضرت عالی رائے پوریؒ کے دیگر خلفا؛ حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ اور حضرت رائے پوری ثانیؒ کے سامنے تجویز رکھی کہ:

"حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا عبدالعزیز صاحب کی نسبت کی تکمیل تو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کر گئے ہیں، لہٰذا ان سے یہ کام لینا چاہیے۔"

جب اس تجویز کا علم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کو ہوا تو آپؒ نے ان حضرات کے پاؤں پکڑ لیے اور انتہائی مؤدبانہ انداز میں ان سے درخواست کی کہ:

"میں تو کچھ بھی نہیں ہوں، میں تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا ایک خادم بن کر رہنا چاہتا ہوں۔"

اسی طرح باوجود نسبت اور خلافت کے حصول کے آپؒ نے مسلسل 45 سال حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خادم کی حیثیت سے خدمت سرانجام دی اور ایسی خدمت کی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے لیے خانقاہ کی تعمیر کے لیے کوشش

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال کے بعد ابتدائی پانچ چھ سال تک حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے دار الاقامہ کے کمرہ میں یا پھر گمتھلہ میں ہوتا تھا۔ رائے پور میں آپؒ صرف حضرت عالی رائے پوریؒ کے مزار پر تشریف لے جایا کرتے تھے، باقی زیادہ وقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس گزرتا تھا، یا ان کی معیت میں بہٹ کے شاہ زاہد حسین، یا کھیڑی میں راؤ ناظر حسن کے ہاں قیام ہوتا تھا۔ ان سالوں میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خانقاہی نظام کا پورا انتظام کرنا اور مہمانوں کی خدمت کرنا حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی ذمہ داری تھی۔

یہاں تک کہ حضرت رائے پوری ثالثؒ نے چوہدری محمد صدیق رائے پوریؒ کو بار بار

یاددہانی کرا کر رائے پور میں آپؒ کے لیے نئی خانقاہ تعمیر کرائی۔ جب حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام نئی خانقاہ میں ہوا اور اس کی آبادی کا وقت آیا تو انھی دنوں میں حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری کی والدۂ محترمہ سے آپ کی شادی ہوئی تھی، آپ نے ان کی رضا مندی سے ان کے جہیز کا تمام سامان خانقاہ میں لاکر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سپرد کر دیا۔ چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی والدہ محترمہ کا تمام سامان؛ کھانے پینے کے برتن، چارپائیاں اور بسترے وغیرہ خانقاہ کی اس نئی عمارت میں مہمانوں کے لیے استعمال ہوتے رہے۔ چناں چہ ابتدا میں جب کہ ابھی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی طرف کثرت سے لوگوں کا رجوع نہ ہوا تھا، آپؒ نے ہر طرح سے ان کی خدمت سرانجام دی۔ یہ تو ابتدائی ایام کا معاملہ ہے۔ پھر جب کثرت سے لوگوں کا رجوع حضرت رائے پوری ثانیؒ کی طرف ہوا تو اس زمانے میں مسلسل اسفار میں ساتھ رہا کرتے اور ہر خدمت بجالاتے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں سرگودھا منتقل ہوئے کے باوجود آپؒ کا یہ خادمانہ تعلق اور عشق و محبت کا رشتہ جاری رہا۔

القائے نسبت کے بعد اپنے شیخ کی مجسم تصویر

اس خدمت، محبت اور عشق کے تعلق نے انتہائی ترقی کی، حتیٰ کہ جس نسبت کی تکمیل حضرت عالی رائے پوریؒ نے کی تھی، اس میں پختگی اور رسوخ کا یہ عالم ہوا کہ آپؒ اپنے دونوں مشائخ (حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت رائے پوری ثانیؒ) کی مجسم تصویر بن گئے۔ ان مشائخ نے آپؒ کے قلب و قالب اور دماغ کو ہی تبدیل نہیں کیا، بلکہ چہرہ مہرہ اور ظاہری عادات و اَطوار بھی اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی مشابہت اختیار کر گئے۔ چناں چہ یہ بات تمام دینی حلقوں میں مشہور ہوگئی کہ ''القائے نسبت'' سے ظاہری شکل و صورت میں تغیر و تبدل کی زندہ مثال اگر کسی نے دیکھنی ہو تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کو دیکھ لیا جائے۔

چناں چہ راقم سطور کے اساتذۂ کرام بالخصوص مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکیؒ شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اپنے درسِ بخاری کے سبق میں نسبت کی منتقلی کے سلسلے میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی مثال دیا

کرتے تھے اور خود اپنے مشاہدہ کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ کے جانشین اور مسند نشین ثالث

الغرض! قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے ہوش سنبھالنے کے بعد تقریباً 14، 15 سال تک قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمت کی اور صحبت اٹھائی۔ آپؒ کی وقاد (روشن) طبیعت نے اپنے نانا کے فکر و عمل اور جہد و کردار کا پوری طرح مشاہدہ کیا اور اسے اپنے مزاج اور طبیعت کا حصہ بنایا۔ پھر قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی 45 سال تک خدمت کی اور انتہائی دل جمعی کے ساتھ ان کی صحبت میں رہے۔ یوں خانقاہِ رائے پور کا پورا مزاج آپؒ کی ذات میں منتقل ہوگیا۔ اس طرح اگلے دور میں آپؒ اس عظیم خانقاہ کے مسند نشین ثانی اور قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حقیقی معنوں میں جانشین قرار پائے۔

رائے پوری فکر و عمل کا تحفظ اور اس کے فروغ میں کردار

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے شیخ حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کے وصال 1962ء کے بعد تقریباً تیس سال (1962ء تا 1992ء) تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی اور اس حوالے سے سپرد شدہ ذمہ داریوں کو پورا فرمایا۔ اس پورے دور میں آپؒ نے جس ضبط، تحمل، بُردباری اور تدبر و فراست کے ساتھ اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے جامع فکر و عمل اور بہترین جہد و کردار کو محفوظ رکھا اور اس میں سرمو انحراف نہ ہونے دیا۔ وہ آپؒ جیسی عظیم شخصیت کا امتیازی وصف ہے۔ بلاشبہ آپؒ نے انتہائی نامساعد حالات، پریشان کن ماحول اور مفاد پرستی کے دور میں اپنی ذمہ داریوں کو بڑے شعوری سلیقے اور دینی بصیرت سے پورا فرمایا اور خانقاہِ عالیہ رحیمیہ کے بنیادی فکر، مسلک اور مشرب میں کسی طرح سے بھی تغیر نہ آنے دیا۔

مشکل حالات میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا کردار

اس خطے کی معروضی صورتِ حال کچھ یوں رہی کہ 1947ء میں اگرچہ انگریز سامراج کا بوریا بستر اِس خطہ سے گول ہوگیا اور آزادی کا سورج طلوع ہوا، لیکن اسی کے

ساتھ نئے عالمی سامراج امریکا نے اپنا اثر و رسوخ اس خطے میں پیدا کرنا شروع کر دیا۔ بالخصوص پاکستان کا علاقہ اس کی ہوس پرستانہ سوچ کا ہمیشہ سے مطمحِ نظر رہا۔ یہی نہیں بلکہ اسلام کے نام پر پوری دنیا میں جتنے ملکوں کی بندر بانٹ کی گئی، اس کے پس پردہ عالمی سامراج کے مفادات کارفرما رہے ہیں۔ یہ اب ایسی ڈھکی چھپی حقیقت بھی نہیں رہی، بلکہ کھل کر سامنے آچکی ہے۔ ہندوستان میں تو پھر بھی کسی درجے میں مستحکم قومی حکومتوں کا تسلسل رہا ہے، لیکن بدقسمتی سے وہ خطہ جو خالصتاً اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا، یہاں کے حکمران طبقات اسلام کو پس پشت ڈال کر امریکا بہادر کی غلامی اور اس کے نظامِ سرمایہ داری کو اپنے ملک میں مسلط کرنے میں فخر محسوس کرنے لگے۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ سرمایہ داری کی تمام لعنتیں: انسانیت دشمنی پر مبنی ذاتی مفاد پرستی، گروہی طبقاتیت، منافقت، اور ظلم واستحصال کی تمام صورتیں اس ملک میں ایک وبا کی طرح پھوٹ پڑیں۔ بداَخلاقی اور بے ہودگی کا ایک ایسا زور بندھا کہ اس نے عام آدمی کو ہی اپنی لپیٹ میں نہیں لیا، بلکہ مذہب کے نام پر کام کرنے والے بھی حُبِّ جاہ، حُبِّ مال، مفاد پرستی اور منافقت کے اس سیلابِ بلا میں بہہ گئے۔ یوں اس خطے میں امریکی سامراج نے دینِ حق کی سچی تعلیمات پر عمل کرنے کے حوالے سے بڑی مشکلات پیدا کر دیں۔

اسلام کا نام استعمال کرنے والی بناوٹی جماعتوں کی مزاحمت

ایسے مشکلات کے ماحول اور پیچیدہ دور میں جہاں دین اسلام کے تمام شعبوں پر مشتمل تعلیمات کے غلبے کے لیے کام کرنا ضروری ہوگیا تھا، وہاں ایک اور مشکل بھی ہوئی کہ اس دور میں غلبۂ دین کے نام پر ایسی ''اسلامی'' جماعتیں بھی سامراج نے پیدا کر دیں، جن کا اصل کام سرمایہ دارانہ نظام کے تسلط کے لیے اسلام کو محض آلہ کار کے طور پر استعمال کرنا تھا۔ اسی کے ساتھ دین اسلام کا جو تاریخی تسلسل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے چلا آرہا تھا، انھوں نے اس کا انکار کرنا شروع کر دیا۔

ایسی ''اسلامی'' جماعتوں کی پیدائش اگرچہ اس صدی کے پانچویں عشرے میں ہوچکی تھی اور اس دور میں سیاسی شعور رکھنے والے اکابرین شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی، حضرت اقدس مولانا عبیداللہ سندھی اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس اللہ اَسرارہم نے ان کے مکروفریب کا پول اچھی طرح کھول دیا تھا، لیکن

پاکستان بننے کے بعد اس ملک میں ''اسلام'' کے نام پر کام کرنے والی ان منافق جماعتوں نے بڑا اودھم مچایا۔ ایسے میں ضرورت تھی کہ دین اسلام کی حقیقی سیاسی اور معاشی تعلیمات کو اُجاگر کیا جائے اور عوام دوستی پر مبنی دین اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کا نظام قائم کرنے اور اس کے نفاذ کی جدوجہد کی جائے۔

شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کا تحفظ

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا جو مزاج گزشتہ مشائخ رائے پور کے حوالے سے ایک تسلسل کے ساتھ چلا آرہا تھا، اس میں دین اسلام کے تمام شعبوں شریعت، طریقت اور سیاست میں تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمانا تھا۔ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے بھی اپنے مشائخ کرام کے مزاج کے مطابق ان تینوں شعبوں میں بڑی جامعیت کے ساتھ تربیت فرمائی۔ انتہائی تدبر کے ساتھ نگرانی فرمائی اور پورے فہم وفراست کے ساتھ سرپرستی فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مزاجِ عالی، خانوادۂ ولی اللّٰہی اور ان کے سلسلۂ عالیہ کے اگلے دور کے مشائخ ''گنگوہ'' اور ''رائے پور'' کا رہا ہے، اس کا پورا پورا عکس حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ قدسی صفات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ آپؒ نے انتہائی مشکل، پیچیدہ اور منافقانہ ماحول میں اکابرین مشائخ کے مزاج عالی کو محفوظ رکھا ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی سیاست میں رہنمائی

یہی وجہ ہے کہ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے دین اسلام کے شعبۂ سیاست کے حوالے سے علمائے اہل حق سے وابستہ افراد اور جماعتوں کی پوری پوری تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمائی۔

چوں کہ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا زیادہ تر قیام پاکستان میں رہا، اس لیے یہاں کے معروضی تقاضوں کے مطابق آپؒ نے اس شعبے میں مشائخ رائے پور اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سیاسی مزاج کو برقرار رکھا اور اس کے مطابق فکروعمل کو آگے بڑھانے کے لیے جدوجہد اور کاوش فرمائی۔

الف: علمائے اسلام کی اجتماعیت کی سرپرستی

چناں چہ جب 1956ء میں جمعیۃ العلما ہند کے تربیت یافتگان؛ حضرت اقدس

مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ وغیرہم حضرات نے علمائے اسلام کی ایک جماعت کی باگ دوڑ سنبھالی اور جمعیۃ العلما ہند کے اسلوب پر اس جماعت نے عوام دوست پالیسی تشکیل دے کر کام کرنا شروع کیا تو حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے اپنے تمام احباب کو اس میں کام کرنے اور علمائے حق کے مشن کو زندہ کرنے کا حکم دیا۔ چناں چہ آپؒ کے سب متعلقین نے ہر طرح سے اس جماعت کے لیے کام کیا۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد اکرمؒ سابق مرکزی ناظم عمومی جمعیۃ العلماء مغربی پاکستان اور حضرت مولانا سیّد نیاز احمد گیلانیؒ (خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری ثانیؒ) سابق ناظم عمومی جمعیۃ العلماء پنجاب نے رات دن کام کر کے اس جماعت کو عوامی جماعت بنادیا۔ اس جماعت نے پورے ملک میں کام کر کے امریکی سامراج کے سیاسی معاشی نظام کے خلاف شعور پیدا کیا اور دین اسلام کے حوالے سے یہاں کی سیاسی اور نیم مذہبی سیاسی جماعتوں نے جو منافقانہ طرزِ عمل اپنا رکھا تھا، اس کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے۔ حتیٰ کہ وہ نام نہاد ''مسلم'' اور ''اسلامی'' جماعتیں جو سامراج کے لیے کام کر رہی تھیں، پورے ملک میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔

ب: معاشی حوالے سے انقلابی منشور کی تائید

اسی طرح جب 1970ء کے الیکشن کے موقع پر اس جماعت نے سرگودھا میں حضرت اقدس رائے پوریؒ اور دیگر علمائے کرام کی موجودگی میں جو انقلابی منشور بنایا، وہ دین اسلام کی حقیقی تعلیمات پر مشتمل ہوتے ہوئے عوام دوست پالیسیوں کا مظہر تھا۔ اس موقع پر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نے مؤثر اور سرگرم کردار ادا کیا اس منشور کے آخر میں ملک بھر میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشی اصلاحات پر مبنی ضمیمہ جات لگائے گئے تھے، وہ جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے اساتذہ کرام بالخصوص حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکیؒ نے مرتب کر کے دیے۔ اس کے لیے خاص طور پر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت بنوریؒ کو متوجہ فرمایا تھا۔ راقم الحروف سے خود استاذ محترم حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ نے اس پورے پس منظر کا تذکرہ فرمایا تھا۔

اس موقع پر علمائے اسلام کی اس اجتماعیت نے اُس اصول پر سیاسی فکر و عمل کو آگے

بڑھایا، جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ایک دفعہ اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا تھا۔ آپؒ نے فرمایا تھا:

> ''لوگوں کو مذہبی لڑائی لڑنے کے بجائے، اب زمیندار، کاشت کار، مزدور، سرمایہ دار وغیرہ کے سوالات پر لڑنا چاہیے۔ اس سے مذہب کو بدنام کرنے کا قصہ تو ختم ہو جائے گا۔''(2)

اسی بنیاد پر اس جماعت نے پاکستان میں 1970ء کا الیکشن سامراجی تسلط کے خلاف عوام دوستی کی اساس پر لڑا اور مغربی پاکستان میں دوسری بڑی سیاسی جماعت کے طور پر اُبھر کر سامنے آئی۔ اس طرح حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت سندھیؒ، اور حضرات مشائخ رائے پورؒ کے مشن پر کام کرنے کی وجہ سے علما کی اس اجتماعیت کا مورال بلند ہوا۔ اس پورے دور میں حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے اس جماعت کی پوری پوری سرپرستی فرمائی۔ اس پورے عمل کا سب سے زیادہ فائدہ یہ ہوا کہ ان اکابرین تحریک ریشمی رومال اور جمعیۃ العلما ہند کا سیاسی فکر و عمل جو اس ملک میں فتوؤں کی زد میں تھا، دوبارہ زندہ ہو گیا، بلکہ ایک اچھی طاقت بن کر سامنے آیا۔

ایسے میں بھلا سامراجی قوتیں کیسے آرام سے بیٹھ سکتی تھیں۔ ان کی سازشیں شروع ہو گئیں اور 1976ء میں اس جماعت کے چند لیڈروں نے ان نام نہاد ''مسلم'' اور ''اسلامی'' جماعتوں کے ساتھ اتحاد کر لیا، جو سامراجی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے سرگرم عمل تھیں۔ اس طرح حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے اس مشن کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی، جو بڑی محنت سے اس ملک میں بنایا گیا تھا۔ چناں چہ مخلص کارکن اور سچے علمائے کرام ان حالات سے بڑے دل گرفتہ ہو گئے اور انھوں نے علاحدگی اختیار کر لی۔

ج: جمعیت طلبائے اسلام کی سرپرستی

درپیش حالات میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر کالج کے نوجوانوں، مدارس کے طلبائے کرام اور گریجویٹ حضرات میں تربیتی انداز میں سامراج کے خلاف شعور پیدا کیا جائے اور ہنگامہ خیز عملی سیاست کی نعرہ بازی سے الگ ہو کر دینی حوالے سے بنیادی فکر و عمل کو سمجھنے کا شعور پیدا کیا جائے اور مفاد پرستی، لالچ اور منافقت سے ہٹ کر خالص قومی جذبہ اور دینی فہم و بصیرت سے کام کیا جائے۔

www.rahimia.org

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے خلفِ اکبر و جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے نوجوانوں میں اکابرین علمائے حق کا مشن اور جذبہ زندہ کرنے کے لیے کام شروع کیا ہوا تھا۔ آپؒ نے ''جمعیت طلبائے اسلام'' کے نام سے ایک جماعت بنا کر سرگودھا سے اپنے کام کا آغاز فرمایا تھا۔ اس جماعت نے اگرچہ ابتدائی دور میں شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر کام کرنے کی وجہ سے جمعیت علمائے اسلام کا بھی ساتھ دیا تھا، لیکن جب جمعیت نے یہ راستہ چھوڑ دیا اور اس نظام سے مفادات حاصل کرنے شروع کر دیے تو ''جمعیت طلبائے اسلام'' کی قیادت نے مکمل خودانحصاری کی بنیاد پر کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ چناں چہ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے پہلے مرکزی ناظم عمومی سید مطلوب علی زیدی راوی ہیں کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی حضرات کو کہروڑپکا میں بلا کر ارشاد فرمایا:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ شیخ الہند قدس سرہٗ کی روح اب اس جماعت (علماء کی جماعت) کی طرف متوجہ نہیں رہی، بلکہ نوجوانوں کے کام کی طرف متوجہ ہو چکی ہے۔ جو لوگ مجھ سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں، وہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر پورے خلوص، دل جمعی اور اعتماد کے ساتھ کام کریں اور ہر اس جماعت سے اپنا تعلق ختم کر لیں جو شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر نہ ہو۔'' (3)

اس طرح آپؒ نے اپنے مشائخ کرام کے اصول پر بروقت صحیح سیاسی رہنمائی فرمائی، اور نوجوانوں کی بروقت سرپرستی فرما کر صحیح رخ پر کام کرنے میں لگا دیا۔

چناں چہ اس کے بعد اس جماعت کے نوجوان حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کی رہنمائی اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی سرپرستی میں؛ ہجری حوالے سے ہزارۂ دوم کے مجدد دین اسلام؛ امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ، ان کے صاحبزادگان قدس اللہ اسرارہم، حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ، حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم اور ان کے جانشین مشائخ، سیّد

الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مشائخ رائے پور؛ حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے فکروعمل کو پورے شعور کے ساتھ سمجھنے اور پورے خلوص کے ساتھ اس کے مطابق عمل کرنے میں لگ گئے۔ یہ لوگ نام آوری کی بجائے ان اکابرین کے مشن پر سامراج کے خلاف صحیح سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے سرگرم عمل ہوگئے۔

د: تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی سرپرستی

پھر جب طلبا کے ساتھ فارغ التحصیل علما اور گریجویٹ حضرات بھی شیخ الہند قدس سرہٗ کے اس مشن میں شامل ہوگئے تو اس سے جماعت کے نام میں وسعت کا آنا ضروری تھا۔ چناں چہ اکابرین کے فکروعمل اور جہدوکردار کی شعوری محنت کے حوالے سے اس کا نام بھی ”تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی“ رکھ دیا گیا۔ اس طرح فروری 1987ء سے اس تنظیم کے نام سے کام شروع ہوا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے تادمِ حیات (1992ء) اس کی پوری پوری سرپرستی فرمائی۔

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے ہاں حکیم الامت حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ کے سیاسی فکروعمل، اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے سیاسی افکار ونظریات کی بڑی قدر تھی۔ چناں چہ جب بھی ایسے مواقع آئے کہ کچھ لوگوں نے ان حضرات کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی تو حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے ان حضرات کے خلوص، للّٰہیت، اور بلند مرتبہ فکروعمل کی پوری تائید فرمائی اور اس غلط فہمی کو دور کیا۔

حضرت سندھیؒ کا دفاع

ایک دفعہ جب کہ ایوب خان کے دور میں اس کے ایک نام نہاد اسلامی مشیر نے ”تحقیقات اسلامی“ کے نام پر اسلام کے حقیقی چہرہ کو مسخ کرنے کی کوشش کی اور انکارِ حدیث کے فتنے کی سرکاری سرپرستی کی اور اپنے غلط افکار وخیالات کے لیے امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے افکار کو توڑ مروڑ کر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے لگا، تو حضرت

مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دل میں حضرت سندھیؒ کے بارے میں میل پیدا ہوگیا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کا بنوری ٹاؤن کراچی میں قیام تھا۔ ایک مجلس میں حضرت بنوریؒ نے حضرت سندھیؒ کے بارے میں اپنے ناگوار تأثر کا اظہار کیا، جو اس نام نہاد ''اسلامی مشیر'' کی تحریرات کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت بنوریؒ کو مخاطب کرکے فرمایا:

> ''حضرت مولانا! حضرت سندھیؒ ایسے نہیں تھے، جیسا کہ لوگ ان کے بارے میں تأثر دیتے ہیں۔ حضرت سندھیؒ بہت اونچی نسبت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کے بلند افکار وخیالات کسی کی سمجھ میں نہ آئیں' یہ اَور بات ہے، لیکن حضرت سندھیؒ، حضرت شیخ الہندؒ کے ایسے اعتماد یافتہ بزرگ ہیں کہ جن کے بنیادی فکروعمل میں آخر دم تک کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔''

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوی قدس سرہٗ کی گفتگو کا حضرت بنوریؒ کے ہاں بڑا وزن تھا۔ اس لیے جیسے ہی حضرت رائے پوری ثالثؒ سے انھوں نے حضرت سندھیؒ کے بارے میں یہ سنا' تو فوراً اپنی بات سے رجوع فرمالیا۔

خانوادۂ حضرت مدنی کے ساتھ شفقت ومحبت

حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ آپؒ کا تعلق خاندانی سطح پر چلا آرہا تھا، جو بعد میں حضرتؒ کے صاحبزادگان حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ اور حضرت مولانا ارشد مدنی مدظلہٗ العالی کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت کے ساتھ قائم رہا۔ یہ حضرات جب بھی پاکستان تشریف لاتے' حضرت اقدس سے ملاقات کے لیے سرگودھا تشریف لایا کرتے۔ اور جب حضرتؒ ''رائے پور'' تشریف لے جاتے تو یہ حضرات وہاں تشریف لاتے۔ اسی طرح حضرت اقدس مدنیؒ کے داماد حضرت مولانا رشید الدین حمیدیؒ سابق مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد سے تعلق محبت بدستور قائم رہا اور حضرت مدنیؒ کی صاحبزادی محترمہ چوں کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے مرید تھیں، اس لیے وہی تعلق انھوں نے حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ سے بھی جاری رکھا۔

الغرض! آپؒ کو حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سچے جانشین اور ان کے فکروعمل کو محفوظ طور پر آگے منتقل کرنے والے ان حضرات ثلاثہ: حضرت مدنیؒ، حضرت سندھیؒ اور

حضرت رائے پوری ثانیؒ کے سیاسی فکروعمل سے سچی محبت اور وابستگی تھی۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے بارے میں ایک حلقہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ آپؒ اپنے شیخ ومرشد سے سیاسی اختلاف رکھتے تھے۔ یہ تاثر انتہائی غلط فہمی پر مبنی ہے اور حقیقی صورتِ حال کو نہ سمجھنے کی وَجہ سے پیدا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ اپنے سیاسی فکروعمل میں بھی اپنے مشائخ رائے پور کے نقش قدم پر عمل پیرا تھے۔ چناں چہ ایک دفعہ خود حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ سے یہ سوال کیا گیا کہ آپؒ جمعیۃ العلما ہند کے مقابلے پر دوسرا سیاسی ذہن رکھتے تھے؟ تو حضرت اقدسؒ نے جواباً فرمایا:

”بالکل غلط! میں کبھی بھی ایسی کسی جماعت میں شامل نہیں ہوا، البتہ اپنے استاذ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی وجہ سے شروع میں مجھے حضرت مدنیؒ کے مؤقف پر کچھ سوالات رہے ہیں، لیکن جب حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ سے گفتگو ہوئی تو مجھے ان حضرات کے مؤقف پر شرح صدر ہو گیا۔ پھر حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کی توجہات سے اس مؤقف پر جماؤ ہوتا گیا اور دوسرے مؤقف کی کمزوری ظاہر ہوتی گئی۔“

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے بعد آپؒ نے اپنا سیاسی وزن جس پلڑے میں ڈالا اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سیاسی مؤقف کو رُوبہ عمل لانے کے لیے جس طرح آپؒ جدوجہد کرتے رہے، اس کی بنیاد پر یہ تأثر ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہے۔ چناں چہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے شیخ اور مرشد سے سیاسی اختلاف نہیں کیا، بلکہ مکمل موافقت' بلکہ متابعت فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں آپؒ کا طرزِ عمل اور طریقۂ کار وہی رہا، جو پہلے دونوں مشائخ رائے پور کا رہا ہے۔

قادیانیت کے خلاف تحریک کی سرپرستی

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے جس طرح حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے فکروعمل کی حفاظت کی اور اسے آگے بڑھانے کے لیے اس کی سرپرستی فرمائی، اسی طرح

www.rahimia.org

آپؒ نے اس خطہ میں انگریز کے خود کاشتہ پودے ''قادیانیت'' کے خلاف چلائی جانے والی تحریک ختم نبوت 1974ء کی سرپرستی بھی فرمائی۔ چناں چہ جیسے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے دور میں قادیانیت کے خلاف مجلس احرارِ اسلام کی کوشش کی تائید وتصویب اور سرپرستی فرمائی تھی، بلکہ آپ کی رہنمائی میں قادیانیت کے بارہ میں علمی لٹریچر بھی مرتب کیا گیا، اسی طرح 1974ء میں وہ تحریک جس کی قیادت حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کررہے تھے، اس میں آپؒ نے اس پورے عمل کی نگرانی، رہنمائی اور سرپرستی فرمائی اور خصوصی دعائیں اور توجہات فرمائیں۔

چناں چہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دستِ راست اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، حضرت رائے پوری ثالثؒ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''قادیانیوں کے خلاف جب تحریک چلی تو ہمارے شیخ حضرت مولانا بنوریؒ (جو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر تھے)، نے باوجود ضعف وکمزوری اور مختلف امراض وعوارض کے، اس فتنے کی سرکوبی کے لیے بھرپور طریقے سے قائدانہ قدم اٹھایا۔ اور نہ رات دیکھی نہ دن، نہ صبح دیکھی نہ شام، نہ بر دیکھا نہ بحر، نہ موجیں دیکھیں نہ ژالہ باری، نہ حکومت سے گھبرائے نہ دشمن کے عزائم سے۔ مردِ میدان کی طرح نہایت پامردی، عزم واستقلال اور قوتِ ایمانی سے آگے بڑھتے اور دلوں کو گرماتے گئے۔

جب سرگودھا پہنچے تو حضرت اقدس مولانا شاہ (عبدالعزیز رائے پوری) صاحب کے یہاں قیام فرمایا۔ ان سے دعائیں لیں، مشورے کیے اور اللہ جل شانہٗ کی ذات پر کامل یقین رکھتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور ایک موقع پر اس وقت کے وزیر اعظم کو بڑے جرأت مندانہ انداز میں فرمایا: ''بھٹو صاحب! اگر فیصلہ کرنا ہے تو کردیں' ڈرتے کیا ہیں؟ آج تخت پر ہیں' کل تختہ پر ہوں گے۔'' یہ سن کر وزیر اعظم پر سکتہ اور ان کے ایوان میں لرزہ طاری ہوگیا۔ اس لیے کہ اس تمکنت، دبدبے اور جوشِ ایمانی کے ساتھ ان سے شاید ہی کسی نے بات کی ہوگی۔

ان کے شیخ حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے جس فتنے کی سرکوبی کے لیے ابتدائی قدم اٹھایا تھا اور جس کے لیے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے رو رو کر دعائیں کی تھیں، آج ان کے شاگردِ رشید اس کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہے تھے۔ اوران حضراتِ رائے پور کے نواسے اور جانشین دعاؤں اور دواؤں دونوں کے ساتھ بھرپور مدد کررہے تھے۔ بالآخر اللہ جل شانہٗ نے اس فتنے کی سرکوبی انھی حضرات کے ہاتھوں کرادی۔ **فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء۔**''(4)

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے اپنے تمام احباب اوراپنے سے تعلق رکھنے والی تمام جماعتوں کوحکم دیا کہ بھرپور طریقے سے اس تحریک میں کام کیا جائے۔ یہی وَجہ ہے کہ اس تحریک میں جہاں دیگر جماعتوں نے کردار ادا کیا، وہاں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی زیرسرپرستی ''جمعیت طلبائے اسلام'' کے نوجوانوں کی قیادت اور سرگرم کارکنوں نے اس تحریک میں بڑا جان دار اور بھرپور کردار ادا کیا، بلکہ انھی نوجوانوں کی وجہ سے اس تحریک میں جان پڑی جس کی شکایت قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد نے قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی میں بھی کی۔ اور بالآخر پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھٹوحکومت اوراپوزیشن کے قائدین نے مل کر متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ یہ تاریخی فیصلہ دراصل مخلص قیادت کی جدوجہد، نوجوانوں کی زوردار تحریک اور حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ ایسے بزرگانِ دین کی دعاؤں اور قلبی توجہات کا نتیجہ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے مشائخ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس خطے میں عالمی سامراج کے سرمایہ پرستانہ مقاصد کے خلاف اس سیاسی فکروعمل، تحریکی مزاج اور شعوری جدوجہد کی نگرانی اور سرپرستی فرمائی، جو خانوادۂ ولی اللّٰہی کی خصوصیت ہے اور جسے ان کے جانشین حضرات نے ہر اگلے دور میں آگے بڑھایا۔ آپؒ نے اپنے سے متعلق کام کرنے والے حضرات کواس لائن سے نہیں ہٹنے دیا، جو مشائخ متقدمین طے کرگئے تھے اور آپؒ سے سچا اور مخلصانہ تعلق رکھنے والے حضرات نے اسی لائن پر کام کیا۔ خواہ انھیں کتنی

www.rahimia.org

ہی مشکلات کیوں نہ آئیں۔

مدارس ومراکزِ علمیہ کی سرپرستی

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ العزیز نے دین اسلام کے شعبۂ سیاست میں کام کرنے والوں کی سرپرستی کے ساتھ، شریعت کی حفاظت کے لیے جو دینی تعلیم وتعلّم کے مراکز اور مدارس دینیہ مخلصانہ طور پر کام کر رہے ہیں، ان کی بھی سرپرستی فرمائی۔ چناں چہ وہ مراکزِ دینیہ جو اکابرین نے قائم کیے اور اب بھی صحیح معنوں میں کام کر رہے تھے، آپؒ ان کے سرپرست رہے ہیں۔ لیکن نئے مدارس کے قیام میں آپؒ کی جانب سے اس بات کی تنبیہ کی جاتی رہی کہ چندہ جمع کرنے کے سلسلہ میں آج کل جو بے احتیاطی کی جاتی ہے یا مدارس کا کام کرنے والے اخلاص کی بجائے اس کو کاروبار کا ذریعہ بنالیتے ہیں، آپؒ ایسے لوگوں کے بارے میں بڑی سختی فرماتے تھے۔ آپؒ کے حلقہ مریدین میں اول تو اس طرح کی صورت ہوئی نہیں، لیکن چندہ کے معاملہ میں اگر کہیں بھی بے احتیاطی کی جاتی تو آپؒ بڑی سخت تنبیہ فرماتے تھے اور اپنا تعلق منقطع کر لیتے تھے۔ بس مخلص احباب کے قائم کردہ مدارس اور دینی کام کرنے والے قدیم اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے۔

چناں چہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے حضرات سرپرستان میں 1940ء میں آپؒ کا تقرر ہوا تھا۔ اور باقاعدہ طور پر 1947ء تک مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست کی حیثیت سے آپؒ نے کام کیا۔ اس دوران بہ حیثیت سرپرست آپؒ نے شعبۂ مالیات اور دیگر امور میں نگرانی کے فرائض سرانجام دیے۔ اس کی کچھ تفصیل ''تاریخ مظاہر'' میں موجود ہے۔ 1947ء میں پاکستان آنے کے بعد اگرچہ باقاعدہ طور پر آپؒ سرپرست نہ رہے، لیکن آپؒ کی قلبی توجہات اور مفید مشاورت کا سلسلہ اسی مرکزِ علمی کی طرف رہا۔

چناں چہ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین ہونے کے بعد جتنے اسفار آپؒ کے ہندوستان میں ہوئے، اس میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داران ''رائے پور'' تشریف لاتے رہے، اور ان مراکز دینیہ کی صورتِ حال پر اگر ضروری ہوا تو مشاورت کا عمل پورا ہوتا رہا۔ بالخصوص حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند ہر سفر میں رائے پور تشریف لاتے۔ اور کبھی آپؒ دیوبند تشریف

لے جا کر حضرت قاری صاحبؒ سے ملاقات فرماتے، اور ضروری امور پر مشاورت کے سلسلے میں دونوں حضرات کی مراسلت بھی ہوتی رہتی تھی۔

اسی طرح پاکستان میں علمی اور دینی کام کے مراکز اور مدارس و جامعاتِ دینیہ کی بھی آپؒ نے سرپرستی فرمائی۔ بالخصوص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بانی حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اصرار پر جامعہ میں بارہا قیام فرمایا۔ اس دوران جامعہ کے تقریباً تمام اساتذہ کرام حضرت مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، اساتذۂ دورۂ حدیث؛ حضرت مولانا مصباح اللہ شاہؒ، حضرت مولانا محمد بدیع الزمانؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا محمد محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ، حضرت مفتی عبدالسلام چاٹگامی وغیرہ حضرات نے اپنا تعلق بیعت و اِرادت آپؒ سے قائم کیا۔ حضرت بنوریؒ کے بعد حضرت مولانا محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ تک سب حضرات آپؒ سے جامعہ علوم اسلامیہ کے بارے میں مشارت فرماتے رہے اور آپؒ کی قلبی توجہات جامعہ علوم اسلامیہ کی طرف رہی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ اور حضرت بنوریؒ کا تعلق

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے نزدیک حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے خلوص کی بڑی قدر تھی اور جو اساتذۂ کرام اس زمانے میں جامعہ میں جمع تھے، یہ وہ انتہائی مخلص حضرات تھے، جنھوں نے انتہائی قربانی دے کر جامعہ کے تعلیم و تعلّم کا ماحول قائم رکھا تھا۔ اور پھر چندے کے بارے میں حضرت بنوریؒ نے جو سنہرے اصول قائم کیے اور ان پر آپؒ نے زندگی بھر عمل کیا اس کے اثرات اساتذہ کرام اور طلبا کی زندگی پر بہت اچھے رہے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ہاں حضرت بنوریؒ کے خلوص، سادگی اور چندے کے بارے میں صحیح اصولوں پر عمل کرنے کی بڑی قدر تھی۔

اسی لیے جب بھی حضرت بنوریؒ نے اساتذۂ کرام اور طلبا کی تربیت و ہدایت کے لیے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے جامعہ میں قیام کی درخواست کی تو آپؒ نے فوراً قبول فرمائی۔ اور کئی کئی ماہ تک جامعہ علوم اسلامیہ میں قیام فرمایا۔ جس سے اساتذہ اور طلبا یکساں طور پر مستفید ہوئے۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کا جامعہ میں قیام بڑا ہی عجیب سماں پیدا کر دیتا تھا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ رئیس ثالث جامعہ

علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نے بڑے دل کش انداز میں جامعہ میں حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ کے قیام کی منظر کشی کی ہے:

''(حضرت بنوریؒ کی دعوت پر) جب ہمارے شیخ (حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ) یہاں (جامعہ) میں تشریف لائے تو حضرت مولانا بنوریؒ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ایسا چمک رہا تھا کہ دل چاہتا تھا کہ پیشانی چوم لوں۔ وہ خوشی، وہ سرور، وہ کیف، آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ حضرت بنوریؒ نے اپنے سارے پروگرام حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی خاطر ملتوی کر دیے۔ صبح کا ناشتہ ہو یا دوپہر کا کھانا، عصر کی چائے ہو یا مجلس، رات کا کھانا ہو یا آرام، ہر وقت حضرت اقدس رائے پوری صاحبؒ کے ساتھ ساتھ (رہتے تھے۔) حضرت اقدس رائے پوریؒ بار بار حضرت مولانا بنوریؒ سے فرماتے کہ ''آپ آرام فرمائیں، آپ کی مشغولیت ہے۔'' لیکن بھلا کوئی حقیقت سے آشنا اور حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے مرتبہ کو پہچاننے والا ان کی رفاقت، صحبت اور معیت سے کیسے دور رہ سکتا تھا۔ بہر حال وہ مجلسیں، وہ صبح و شام، وہ ذکر و اذکار کی محفلیں، وہ عصر کے بعد کی مجالس، نہ جامعہ علوم اسلامیہ کے در و دیوار نے پہلے کبھی دیکھی تھیں اور نہ شاید دیکھیں گی۔''(5)

الغرض! حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ کی قلبی توجہات، دعاؤں اور سرپرستی اور حضرت بنوریؒ کے خلوص و سادگی اور حضرات اساتذۂ کرام کی اخلاص بھری قربانی نے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کو اس دور میں پاکستان بھر کے مدارس اور جامعات میں بڑی منفرد اور ممتاز حیثیت عطا کر دی تھی۔

دیگر مدارسِ دینیہ کی سرپرستی

اسی طرح لاہور میں جامعہ مدنیہ کے مہتمم و بانی حضرت مولانا حامد میاںؒ کا حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ سے بڑا تعلق رہا اور جامعہ کے ابتدائی قیام میں خانقاہِ رائے پور سے وابستہ حضرات کا بڑا تعاون رہا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے حضرت مولانا حامد میاںؒ کی اس سلسلے میں خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس

رائے پوریؒ کے ساتھ ہر اہم معاملہ میں مشاورت ہوتی رہی ہے۔

اس طرح ہارون آباد ضلع بہاول نگر میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے یکم رمئی 1970ء کو مدرسہ تعلیم القرآن کا افتتاح فرمایا اور پھر آخر تک اس مدرسے کی خصوصی سرپرستی فرماتے رہے۔ اس طرح یہ ادارہ ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رہا۔

یہی ادارے نہیں بلکہ ہندوستان وپاکستان میں جو ادارے اخلاص، للّٰہیت اور اکابرین کے اسوۂ حسنہ پر قائم رہتے ہوئے کام کرتے رہے، حضرت اقدس رائے پوری کی ان پر خاص توجہ رہی۔ لیکن جب 1980ء کی دہائی کے بعد سے پاکستان میں خاص طور پر اہل مدارس نے سادگی، اخلاص اور اکابرین کے قائم کردہ اصول مدارس کو ترک کر کے، بلند وبالا عمارات بنانی شروع کر دیں اور سہولت پسندی بلکہ تعیش نے راہ پکڑ لی، اور اکابر دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بتائے ہوئے آٹھ اصولوں کو پس پشت ڈال دیا تو آپؒ نے عمومی طور پر مدارس کی سرپرستی سے انکار کر دیا۔ بس انفرادی طور پر جو مخلص حضرات واقعی بات ماننے کی نیت سے اور تربیت واصلاح کی لیے تشریف لاتے، ان سے آپؒ کا تعلق آخر دم تک رہا۔ ورنہ حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال کی فراوانی نے دینی تعلیم وتعلّم کے مخلصانہ کام کو پیشہ وارانہ حیثیت دے دی۔ اس سے اہل علم حضرات کا وقار ختم ہو کر رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس فتنۂ مستطیرہ (پھیلے ہوئے فتنہ) سے عافیت میں رکھے اور اہل حق کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا سلوک واحسان

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تیسرے مسند نشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے مشائخ کے قدم بہ قدم جہاں دین اسلام کے شعبۂ سیاست اور شریعت میں انتہائی تدبر اور دینی فراست کے ساتھ تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمائی ہے۔ وہاں شعبہ طریقت وسلوک واحسان میں بھی ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ بلاشبہ آپؒ بھی اس حوالے سے قطبیت کے مقام پر فائز تھے۔ ضبط وکتمان نے اگرچہ آپؒ کے باطنی کمالات کو ظاہر نہ ہونے دیا، لیکن آپؒ کی آغوشِ تربیت میں جن حضرات نے پرورش پائی ہے، کچھ انھی کا دل کسی درجے میں آپؒ کے بلند مرتبے کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن حضرات نے مخلصانہ طور پر اپنے آپ کو آپؒ کے سپرد کر دیا،

آپؒ نے انھیں ایسے پوشیدہ راستہ سے منزلِ مقصود پر پہنچایا کہ انھیں پتہ بھی نہ چلا، اور وہ منزل پر بھی پہنچ گئے۔ بلاشبہ آپؒ نے نقشبندی بزرگوں کے اعلیٰ معیار کو بڑے خوب صورت اسلوب میں ایک نیا رخ دیا ہے۔ وہ حضرات جنھوں نے آپؒ کی صحبت کا ذائقہ چکھا ہے، وہ اس کی شیرینی اور مٹھاس کی لذت اور ٹھنڈک کو آج بھی محسوس کرتے ہیں۔

یوں تو آپؒ کی مجلس سے فیض یاب اور آپؒ کی زیارت سے برکات حاصل کرنے والے ہزاروں انسان ہیں، جنھیں آپؒ کے پُروقار اور خوب صورت چہرے کی نورانیت اور اثر آفرینی آج تک نہیں بھول رہی۔ ایک بہت بڑی تعداد میں ایسے حضرات ہیں، جو آپؒ کے قلبِ ذکیہ اور انفاسِ طیبہ (پاکیزہ سانسوں) سے گرمی پا کر باطنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے اور سیدھی راہ پر گامزن ہوئے۔ آپؒ کی باطنی توانائی نے سچے طالبین کے قلوب کے جھاڑ جھنکار کو صاف کر کے محبتِ الٰہی اور عشقِ خداوندی کا ایسا نشہ پلایا، جس کی لذت وہ ہمیشہ اپنے دلوں کے نہاں خانوں میں محسوس کرتے رہیں گے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ؛ ایک قوی التاثیر بزرگ

آپؒ کی قلبی نورانیت اور صفائے باطن نے بڑے بڑے حضرات کے قلوب پر ایسے گہرے نقوش چھوڑے کہ ان کی زندگی کا رخ بدل گیا۔ انھیں آپؒ کے چہرۂ انور اور باطنی نورانیت میں ایسی جاذبیت اور کشش محسوس ہوئی کہ جو ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ چناں چہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ جو خود صاحبِ نسبت و اخلاص لوگوں میں سے تھے، آپؒ کا یہ جملہ ہم نے اپنے بیش تر اساتذۂ کرام کی زبان سے سنا ہے کہ آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

> ”میں نے اپنی زندگی میں اتنا قوی التاثیر اور اتنا تیز نظر بزرگ نہیں دیکھا۔“ (6)

حضرت بنوریؒ نے اپنے اس قلبی تأثر کی وَجہ سے اپنے تمام متعلقین و احباب کو حضرت اقدس رائے پوریؒ سے بیعت کرایا۔ بالخصوص اپنے محبوب ترین، قابل ترین، بااعتماد شاگرد اور داماد حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (رئیس ثالث جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) کو تربیتِ باطنی کے لیے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے سپرد فرمایا۔ اور مولانا شہیدؒ سے فرمایا کہ:

''حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوجائیں کہ میں نے آج تک اتنا قوی التاثیر بزرگ نہیں دیکھا۔''

ایک طرف حضرت بنوریؒ کا یہ مشورہ تھا اور دوسری طرف حالت یہ تھی کہ مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ کا بیان ہے کہ:

''میں نے جس روز حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کو دیکھا تھا، اسی دن ان کا غلامِ بے دام ہوگیا تھا۔''

چناں چہ حضرت بنوریؒ کے مشورے اور اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر مولانا شہیدؒ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوگئے۔ اس پر حضرت بنوریؒ کے تأثرات بیان کرتے ہوئے مولانا شہیدؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا (محمد یوسف) بنوری رحمہ اللہ کو جب میرے (حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے) بیعت ہونے کا علم ہوا تو بڑے خوش ہوئے۔... میں نے اپنی زندگی میں حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ کو جتنا حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ سے متأثر دیکھا، اتنا کسی سے متأثر نہیں دیکھا۔ جس قدر ان کی مدح سرائی اور تکریم کرتے تھے، اس کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ خود صاحبِ بصیرت تھے اور اصحابِ بصیرت کی قدر کرنا وہی جانتے تھے۔''(7)

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ حضرت اقدس قدس سرہٗ سے بیعت ہونے کے بعد آپؒ کی محبت اور تربیت کے انداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''واقعی ایسے قوی التاثیر اور اونچے بزرگ تھے کہ انھوں نے مقناطیس کی طرح اپنی طرف جذب کرلیا۔ ان کی محبت بھی نرالی تھی۔ ان کا انداز بھی پیارا تھا۔ ان کی خاموشی بھی وعظ ونصیحت سے زیادہ اثر انگیز اور ان کی توجہ بھی بڑی پُر اثر، پُر کیف اور تیز تر تھی۔''(8)

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ جب بھی کراچی تشریف لے جاتے اور جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں قیام ہوتا تو جامعہ کا ماحول ایک خانقاہ کی طرح دکھائی دیتا۔ کیوں نہ ہو، جہاں شیخ رائے پور موجود ہیں، وہی خانقاہِ

رائے پور ہے۔ چناں چہ جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں آپؒ کے ایک ایسے ہی قیام کے بارے میں حضرت مولانا شہیدؒ بتاتے ہیں:

''ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لائے اور جامعہ میں ہی قیام فرمایا۔ ذکر و اذکار کی ایسی بہار آئی کہ جو نا قابل بیان ہے۔ وہ انوارات کی بارش، وہ تجلیات کی ضیا پاشیاں، وہ اللہ والوں کی نشست و برخاست، وہ صالحین و اولیا کا صبح و شام یک جا ہونا اور علمائے کرام اور مشائخ کا دو زانو بیٹھنا اور خاموش مجلس سے مالا مال ہو کر اٹھنا، آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔''(9)

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت مولانا شہیدؒ کی سچی طلب اور تڑپ دیکھ کر ایسی تربیت فرمائی کہ ان کے علم و عمل میں نکھار پیدا کر دیا اور عبودیت اور للّٰہیت کے اونچے مقام پر پہنچا دیا۔ چناں چہ حضرت مولانا شہیدؒ کا بیان ہے:

''ان حضرات نے میرے رگ و پے میں وہ علم و عمل اور للّٰہیت بھر دی، جس نے مجھے سچے علم و عمل کی راہ سمجھائی۔ عبودیت کی حقیقت آشکارا کی اور عبداللہ (اللہ کا بندہ) بننے کا ایسا سبق دیا کہ جس نے میرا سب کچھ بدل کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ رحمت برسائے ان روحوں پر جو واقعی انبیائے کرام علیہم السلام کے سچے وارث، علومِ نبوت کے حقیقی حامل اور شریعتِ مطہرہ کے عامل تھے۔ جن کو دیکھ کر خدا یاد آیا کرتا۔ جن کی باتیں دل پر اثر کرتیں۔ جن کی نظر مردوں کو مسیحا بنایا کرتی تھی۔''(10)

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ اکیلے وہ فرد نہیں جو قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی توجہاتِ باطنی اور قوتِ جذب و نظر کی تاثیر سے گھائل ہوئے ہوں، بلکہ ہندوستان و پاکستان کے بہت سے محقق علمائے کرام، سچی طلب رکھنے والے تشنگانِ ہدایت آپؒ کی قوتِ جاذبۂ حق سے پھوٹنے والے فیضانِ قلبی کے انوارات سے اپنی اپنی استطاعت اور ظرف کے مطابق فیض یاب ہوتے رہے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی مجددانہ شان

حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مجددانہ شان کے ساتھ اپنے قلب کی گرمی اور حرارت سے بہت سے قلوب میں محبتِ الٰہی کی جوت

جگائی۔ عظمتِ دین اور غلبہ اسلام کا وہ جذبۂ اسلاف پیدا کیا، جو قدیم زمانے سے نبوی وراثت کے طور پر سلسلہ بہ سلسلہ چلا آرہا ہے۔ اس سلسلے میں آپؒ نے قلوب کی تربیت کرنے کے لیے نئی نرسری لگائی اور اگلی پود پر محبتِ الٰہی کی قلم چڑھائی۔ اور اسے نشہ اطاعت وعبادت میں مخمور کردیا اور شریعت وسیاست دینی میں باشعور کردیا۔

اس صدی کے پانچویں عشرے میں سرمایہ پرستی کے عالمی نظام نے اپنے استحصالی کردار کے لیے اسلام کے نام پر جو منافق، مفاد پرست اور گمراہ جماعتیں پیدا کی تھیں، 1980ء کی دہائی تک ان کی بداَخلاقیاں پورے معاشرے میں سرایت کرگئی تھیں۔ حتیٰ کہ مذہب کے نام پر کام کرنے والے افراد بھی شعوری یا لاشعوری طور پر انھی بداَخلاقیوں کا شکار ہوگئے، جو سرمایہ پرست طاقتیں چاہتی تھیں۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے دور میں جب پُرانا مذہبی طبقہ اسلام کے خوش نما نعروں سے متأثر ہوکر حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال میں مبتلا ہوگیا تو آپؒ نے انتہائی جدوجہد اور کاوش سے نوجوان نسل کے قلوب میں محبتِ الٰہی کا جذبہ پیدا کرنے اور دینی شعور کی تربیت دینے کا کٹھن کام کیا۔ آپؒ کی قلبی توجہات اور باطنی کشش نے اکابرین کے مشن کو علیٰ منہاج النبوت باقی رکھنے کی کاوش کی۔ گویا قلوب کی تربیت کے حوالے سے ایک ایسی عمدہ نرسری لگائی، جو آئندہ چل کر پھل دار درخت بن کر اُمت کے لیے سایۂ رحمت بننے کی صلاحیت کی حامل ہے۔

اس طرح آپؒ نے سلوک واحسان اور راہِ طریقت کا وہ اونچا اسلوب برقرار رکھا، جس سے دین اسلام کے بنیادی فکر وعمل کو غالب کرنے کے لیے نوجوان نسل پر مشتمل نیا خون مہیا ہوجاتا ہے۔ یوں نئی نسل کے قلوب میں دین اسلام کی سچی تعلیمات کے رسوخ کی راہ ہموار ہوئی۔ اس طرح آپؒ کے جذبہ ''احسان'' نے ہزاروں نوجوانوں کو حقیقی منزل عرفان واحسان پر پہنچا دیا۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے تربیتی اسفار

دین اسلام کے ان تینوں شعبوں میں کام کرنے کے لیے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے پاکستان کے مختلف شہروں اور صوبوں کے طویل اسفار کیے۔ قریباً ہر شہر میں آپؒ کی ذات سے فیض حاصل کرنے والے حضرات اور احباب آموجود ہوتے تھے، بلکہ آپؒ کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ جب بھی آپؒ کی صحبت سے استفادہ کا

www.rahimia.org

موقع ملتا، اس سے مستفید ہوتے۔ اس طرح پورے پاکستان میں آپؒ کا فیض جاری رہا۔

پاکستان کے علاوہ آپؒ ہندوستان میں بھی اپنے متوسلین اور متعلقین کی تربیت کے لیے سفر فرماتے رہے۔ چناں چہ 1970ء سے قبل ہر چند ماہ بعد آپؒ کا ہندوستان سفر ہوتا رہا اور رائے پور میں قیام رہتا تھا۔ اس کے علاوہ دیوبند، سہارن پور، دہلی، مراد آباد اور سنبھل وغیرہ شہروں میں بھی سفر رہا کرتے۔ 1970ء کے بعد ویزے وغیرہ کی پابندیوں کی وجہ سے کافی عرصے تک آپؒ کا ہندوستان سفر نہ ہوسکا۔ 1988ء میں رائے پور میں طویل قیام ہوا۔ اس قیام میں ہزاروں لوگ آپؒ کے فیضان سے مستفید ہوئے۔ اپنی زندگی کے آخری پانچ چھ سالوں میں آپؒ کو جیسے ہی رائے پور اور ہندوستان کا ویزا ملا، یکے بعد دیگرے تقریباً ہر سال سفر ہوتا رہا۔

رائے پور میں بڑا عجب سماں ہوتا تھا۔ روزانہ ہزاروں لوگ آپؒ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے اور آپؒ کے فیض سے مالا مال ہوتے تھے۔ انسانیت دوستی کا سبق حاصل کرتے تھے۔ عوام تو بڑی کثرت سے آتے ہی تھے، تمام مراکز دینیہ اور مسلم قومی رہنما بھی ملاقات و زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے ہیں۔ چناں چہ حضرت مولانا اسعد مدنی صدر جمعیۃ العلما ہند، حضرت مولانا مرغوب الرحمٰنؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا رشید الدینؒ مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد، حضرت مولانا عبیداللہؒ مقیم مرکز نظام الدین دہلی، اور حضرت مولانا سعید احمد خاںؒ مقیم تبلیغی مرکز مدینہ منورہ، حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ امیر تبلیغی جماعت مرکز نظام الدین دہلی وغیرہ حضرات وقتاً فوقتاً حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے ملاقات اور زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے ہیں۔

اسی طرح موجودہ حضرات میں حضرت مولانا محمد طلحہؒ صاحبزادہ و جانشین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالسلام مدظلہٗ شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد، حضرت مولانا بشیر احمد مدظلہ قصبہ نوح میوات اور حضرت مولانا محمد الیاس میواتیؒ، حضرت مولانا محمد اختر مدظلہ مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ سہارن پور بڑی محبت اور جذبے سے رائے پور میں قیام کے لیے تشریف لاتے رہے۔

حضرت مولانا سعید احمد خاںؒ جب رائے پور تشریف لائے تو انھوں نے وہاں لوگوں کے کثرتِ ہجوم اور بڑے اجتماع کو دیکھ کر فرمایا:

''معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے منادی کردی ہے کہ اللہ کا ایک نیک بندہ یہاں آیا ہوا ہے۔ اسی لیے یہ مخلوق خدا بڑے جذبے اور شوق سے یہاں آرہی ہے۔ ہم تو تبلیغی اجتماعات کے لیے تاریخیں رکھ کر پانچ پانچ، چھ چھ ماہ اجتماع کی تیاریاں کرتے ہیں اور پھر بھی اتنا بڑا مجمع نہیں ہوتا اور حضرت اقدس بیماری کی وجہ سے نہ چلتے پھرتے ہیں اور نہ آجاسکتے ہیں، پھر بھی لوگوں کا اس قدر مجمع جمع ہوجاتا ہے! یہ اللہ کی طرف سے ہی ہے۔''(11)

اسی طرح میرٹھ سے حضرت مولانا مسعود الٰہی میرٹھی خلف الرشید حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ بھی کئی بار رائے پور تشریف لائے۔ ان آخری سالوں میں ہندوستان میں آپؒ سے لاتعداد حضرات مستفید ہوئے اور عمومی طور پر لوگوں کے قلوب میں آپؒ کی زیارت سے خدا کی یاد پیدا ہوتی اور انسانیت دوستی کا جذبہ اُبھرتا۔

الغرض! قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے تقریباً تیس سال تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی اور آپؒ کے فیض سے ایک عالَم مستفید ہوا۔ دین اسلام کے تمام شعبوں میں آپؒ کا فیض جاری رہا۔ بالآخر 2/ جون 1992ء/ یکم/ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کو آپؒ نے اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔ اور رائے پور میں اپنے نانا قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللّٰہ رحمۃ واسعۃ.

☆

www.rahimia.org

قطب الارشاد حضرت اقدس
مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ قدسی صفات سے فیض اَخذ کرنے والے یوں تو بہت سے حضرات ہیں، بالخصوص حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (شیخ الحدیث و مہتمم جامعۃ العلومِ الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) اور حضرت مولانا محمد حسن شہیدؒ (چوک شہیداں ملتان) آپؒ کے مجازین میں سے تھے۔ لیکن وہ شخصیت جنھوں نے اپنے بچپن سے لے کر تقریباً 60 سال تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ کی صحبت میں بسر کیے اور ان سے فیض حاصل کیا، حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کی ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے حالاتِ زندگی

آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی پیدائش رجب ۱۳۴۴ھ/ جنوری 1926ء میں اپنے آبائی وطن گمتھلہ، ضلع کرنال (اب صوبہ ہریانہ، انڈیا) میں ہوئی۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے آپؒ کا اسم گرامی سعید احمد رکھا۔ پانچ سال کی عمر میں آپؒ کی والدۂ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سے آپؒ اپنے والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے ہمراہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سایۂ شفقت میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں قیام پذیر ہوگئے۔

آپؒ کی تعلیم کا آغاز حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے قائم کردہ مکتبِ قرآنی میں ہوا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو پہلی ''بسم اللہ'' پڑھائی۔ اور خانقاہِ رائے پور میں قائم مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی میں شیخ القرآن حضرت مولانا خدا بخش

(تلمیذِ خاص حضرت عالی رائے پوریؒ) سے قرآنِ حکیم پڑھنا شروع کیا۔ ان کے بعد اپنے آبائی وطن گمتھلہ میں حافظ مقصود احمد نوشہرویؒ سے پڑھا۔ اپنے ننھیالی گاؤں سکروڈھ ضلع سہارن پور میں حضرت قاری حافظ ولی محمد صاحبؒ سے بھی قرآنِ حکیم کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حفظِ قرآنِ حکیم کی تکمیل خانقاہِ رائے پور کے ''مدرسہ فیض ہدایت'' میں ہوئی۔

ابتدائی فارسی اور عربی کی تعلیم سکروڈھ میں حضرت مولانا محمد یعقوب بن نور محمد حصارویؒ سے حاصل کی، جو کہ حضرت مولانا حسین احمد علویؒ (مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ) کے بہنوئی تھے۔ درسِ نظامی کے ابتدائی درجات کی کتب آپؒ نے اپنے والد ِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے پڑھیں۔ انھوں نے آپؒ کو ''شرح جامی'' تک کی تمام درسی کتابیں خود پڑھائیں۔ کوئی کتاب شروع کرواتے وقت حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ بانی جماعت تبلیغ اگر خانقاہ میں موجود ہوتے تو ان سے کتاب کا آغاز کرواتے۔ ''تفسیر جلالین'' تک کی کتابیں آپؒ نے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ (بھانجے حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، متولّی خانقاہ رائے پور و رُکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند) سے پڑھیں۔ تفسیر جلالین کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ دھرم کوٹیؒ اور مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ رائے پوریؒ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ جالندھر (بعد میں ساہیوال) سے پڑھا۔

تعلیم کے آخری سالوں میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ/ 1947ء میں حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو اپنا امامِ نماز مقرر فرمایا۔

درسِ نظامی کے آخری دو سال کی تعلیم کے لیے آپؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور تشریف لے گئے، جہاں آپؒ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے بخاری شریف، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبداللطیفؒ سے ترمذی شریف، حضرت مولانا منظور احمدؒ سے مسلم شریف اور حضرت مولانا اسعد اللہؒ (بعد میں ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم) سے طحاوی شریف، ابن ماجہ اور حدیث کی دیگر کتابیں پڑھیں۔ مدرسہ مظاہر العلوم کے رئیس دار الافتا حضرت مولانا مفتی سعید احمدؒ سے مشکوٰۃ شریف اور شمائل ترمذی وغیرہ پڑھیں۔ اور حضرت مولانا محمد امیر کاندھلویؒ سے ہدایہ آخرین وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اس طرح آپؒ

www.rahimia.org

نے ۱۳۶۸ھ/ 1949ء میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے درسِ نظامی کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد جب آپؒ ''رائے پور'' تشریف لائے تو آپؒ کے استاذ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے فرمایا کہ:

''مولوی سعید احمد کو مزید ایک سال کے لیے مجھے دے دیں، تاکہ تکمیل (منطق، فلسفہ وغیرہ علوم) میں وقت لگا لے۔''

اس پر حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

''بس جی! ہم نے جتنا اپنے برخوردار مولوی سعید احمد کو پڑھانا تھا، پڑھا لیا۔ اس سے آگے نہیں پڑھانا۔ ہم نے کوئی اسے محض مدرّس بنانا ہے؟''

پھر حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی طرف مخاطب ہوکر یہ شعر سنایا ؏

پڑھ پڑھ ہوئے پتھر ، لکھ لکھ ہوئے چور
جس پڑھنے سے مولا ملے ، وہ پڑھنا ہے کچھ اَور

آپؒ نے طالبِ علمی ہی کے زمانے میں 1939ء میں حضرتِ رائے پوریؒ ثانی کی سرپرستی میں نوجوانوں کے لیے قائم ہونے والی جماعت ''حزب الانصار'' میں شمولیت اختیار کی۔ اس جماعت کے صدر، امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے شاگرد حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ تھے، جو بعد میں خانقاہِ رائے پور اور مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی کے متولّی بنے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ کی زیرسرپرستی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ کے ساتھ وابستہ ہوکر ہندوستان کی آزادی کے لیے سیاسی جدوجہد کا شعور حاصل کیا۔ اس دوران خانقاہ میں تشریف لانے والے عظیم رہنمایانِ دین اور مشائخ حضرات، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، امیر تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ وغیرہ کی صحبت سے مستفید ہوئے اور ان کی سیاسی مجالس میں شرکت کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے آپؒ کو خصوصی طور پر اپنی نگرانی اور تربیت میں رکھا۔ ذکرِ الٰہی و اَذکارِ مسنونہ کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپؒ نے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا وقت مسلسل حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی صحبت اور ذکر و اَذکار کی مداومت میں گزارا۔ منازلِ سلوک و عرفان طے کیں اور ان سے دین کے تمام شعبوں میں تربیت حاصل کی۔ آپؒ بڑی عالی ہمتی سے ذکر و اَذکار اور دیگر اشغال وغیرہ میں مشغول رہا کرتے۔ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی آپؒ پر خاص توجہ رہتی تھی۔ یوں خانقاہِ عالیہ کی تمام امتیازی خصوصیات کے حوالے سے آپؒ کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔

سلوک کی تکمیل اور سلسلۂ رائے پور کی نسبت کے حصول کے بعد ۱۳۶۹ھ / 1950ء میں آپؒ کو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ 1950ء کے اواخر میں آپؒ ہندوستان سے پاکستان تشریف لے آئے اور سرگودھا میں اپنے والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس قیام فرما ہوئے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو پاکستان اور ہندوستان کے اپنے اسفار میں اپنے ساتھ رکھا اور سکولز اور کالجز کے نوجوانوں میں کام کرنے کا حکم دیا۔ 1950ء سے 1967ء تک آپؒ نے خانقاہی سلسلے کے فروغ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں دین کے غلبے کے فروغ کی جدوجہد اور کوشش کو بھی جاری رکھا۔ اس کے لیے تبلیغی اور اصلاحی اَسفار کیے۔

16/ اگست 1962ء کو آپؒ کے پہلے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا وصال ہوا تو اس کے بعد آپؒ اپنے مرشدِ ثانی اور والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی زیرِ سرپرستی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ اور مدارسِ دینیہ اور کالجز و یونیورسٹیز کے نوجوان طلبا میں دینی شعور کے فروغ کے لیے کام کرتے رہے۔ سرگودھا کی مساجد میں آپؒ کے دروس کا سلسلہ جاری رہا۔

1967ء میں آپؒ نے سرگودھا میں کالجز اور مدارسِ اسلامیہ کے نوجوان طلبا کی تعلیم و تربیت اور ان میں تحریک پیدا کرنے کے لیے ''جمعیت طلباء اسلام'' قائم کی۔ اس کے

www.rahimia.org

افتتاحی اجلاس میں حضرت رائے پوری ثانیؒ کے مجازین حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ اور حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہؒ (تلمبہ) بھی تشریف فرما تھے۔ 1970ء میں جمعیت علمائے اسلام کے اجلاس منعقدہ سرگودھا میں جمعیت کے انتخابی منشور میں انقلابی دفعات شامل کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

1973ء سے 1976ء تک جمعیت علمائے اسلام کے ترجمان رسالے ''ترجمانِ اسلام'' کی مجلس ادارت میں بطور سینئر رکن آپؒ نے بھرپور سرپرستی کی اور اسے ترقی دی دیگر ارکان میں ڈاکٹر احمد حسین کمال سید مطلوب علی زیدی اور جناب عمیر الہاشمی شامل تھے۔ 1974ء میں آپؒ کی سرپرستی میں جمعیت طلبائے اسلام کے نوجوانوں نے ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' میں بھرپور کردار ادا کیا اور اسے کامیابی سے ہم کنار کیا۔

1974ء میں ہی آپؒ کی سرپرستی میں جمعیت طلبائے اسلام کا ترجمان ''عزم'' سیریز کی شکل میں شائع ہونا شروع ہوا، جس نے نامساعد حالات کے باوجود آپؒ کی سرپرستی کے سبب آج تک اپنا تسلسل برقرار رکھا ہوا ہے۔ اور اس وقت نئی شان و شوکت کے ساتھ چھپ رہا ہے۔

فروری 1987ء میں آپؒ نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات اور ان کے سلسلے کے علما کی عظیم الشان قومی جدوجہدِ آزادی سے نوجوانوں کو آگاہ کرنے اور دین اسلام کا انقلابی شعور پیدا کرنے کے لیے ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔ اس کے سرپرست حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ تھے۔ اس کے ذریعے سے ولی اللّٰہی فکر اور علوم و معارف کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے جانشین اور مسند نشین رابع

جون 1992ء میں قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کا وِصال ہوا۔ انھوں نے اپنی وفات سے تقریباً چار سال قبل ہی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ چناں چہ 15/ جنوری 1988ء بروز جمعۃ المبارک کو خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسجد کے سامنے وسیع میدان میں ہزاروں انسانوں کے مجمع میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے بہ نفس نفیس آپؒ کی جانشینی کا اعلان فرمایا۔ راقم سطور اس موقع پر موجود تھا۔ اس کے بعد بھی بارہا

www.rahimia.org

مختلف موقعوں پر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے بارے میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رائے پوری ثالثؒ کی زندگی میں ہی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے متعلق طالبین و سالکین کی رہنمائی اور ہدایت کی ذمہ داری آپؒ ہی کے سپرد رہی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی اور ان کے جانشین قرار پائے۔ اس کے بعد سے سلسلۂ رائے پور کے فروغ کی تمام تر ذمہ داری آپؒ کے کاندھوں پر آ گئی۔ اس ذمہ داری کو سرانجام دینے کے لیے آپؒ نے بڑا کام کیا۔ اس دوران آپؒ نے ہندوستان اور پاکستان میں سلسلۂ عالیہ رائے پور کے وابستگان کی ظاہری اور باطنی تربیت کے لیے مسلسل اَسفار فرمائے۔ اسی حوالے سے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور ضلع سہارن پور (انڈیا) میں آپؒ کا متعدد مرتبہ قیام ہوا۔ آپؒ خانقاہِ عالیہ کے جامع مزاج کے مطابق دین اسلام کے تمام شعبوں میں انتہائی ہمت، جرأت اور تدبر و فراست سے تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرماتے رہے۔

1990ء میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے سلسلے کے علمائے ربانیین کے تحریر کردہ دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لیے ''شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن'' قائم کی۔ یہ فاؤنڈیشن اب تک علمائے ربانیین کے تحریر کردہ بہت سے پمفلٹس شائع کر چکی ہے، جس سے نوجوان مستفید ہو رہے ہیں۔

14؍ستمبر 2001ء کو آپؒ نے لاہور میں ''ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ'' قائم فرمایا، جس میں آپؒ کی سرپرستی میں نوجوانوں میں قرآنی علوم کے فہم و شعور کی جامع تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ اہتمام کیا گیا۔ اسی مرکز میں بیٹھ کر آپؒ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے بڑی جدوجہد اور کوشش فرمائی۔ پھر گزشتہ چند سالوں میں ہی کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ اور صادق آباد میں بھی ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپسز آپؒ کی سرپرستی میں قائم ہوئے۔ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں آپؒ کی سرپرستی میں دارالافتا قائم کیا گیا، جس میں دینی مسائل کے حوالے سے شریعتِ اسلام اور فقہ کی روشنی میں جید مفتیانِ کرام عوام الناس کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ 2002ء میں آپؒ نے ادارہ رحیمیہ

علومِ قرآنیہ سے الحاق کرنے والے مدارسِ دینیہ کا ایک بورڈ ''نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان'' کے نام سے قائم کیا، جس میں ملک بھر کے پچاس سے ساٹھ کے قریب مدارس ملحق ہیں اور ان میں شب و روز حفظِ قرآنِ حکیم، تفسیر، حدیث، فقہ اور علومِ دینیہ کی تعلیم کا عمدہ نظام قائم ہے۔

2004ء میں آپؒ کی سرپرستی اور نگرانی میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار سے نوجوان نسل کو متعارف کرانے کے لیے ملک بھر میں ''شاہ ولی اللہ سیمینارز'' کے عنوان سے بڑے سیمینارز کا اہتمام کیا گیا، جس میں ملک بھر کے تمام بڑے شہروں میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار و تعلیمات اور جدوجہد و کوشش سے نوجوان نسل کو آگاہ کیا گیا اور ان کے سلسلے کے سچے علمائے ربانیین کا تعارف کرایا گیا۔ 2007ء میں آپؒ کی سرپرستی میں جنگِ آزادی 1857ء کے ڈیڑھ سو سال مکمل ہونے پر ملک بھر میں سیمینارز کا اہتمام کیا گیا۔ خاص طور پر لاہور، کراچی، پشاور، راولپنڈی، ملتان اور سکھر میں برعظیم پاک و ہند کی آزادی کی تحریک سے نوجوانوں کو متعارف کرانے کے لیے بڑے سیمینارز منعقد ہوئے۔

آپؒ کی تعلیم و تربیت سے جہاں ہزاروں نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد فیض یاب ہوئی، وہاں باصلاحیت علما اور فضلا نے بھی آپؒ سے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں سلوک و احسان کی تعلیم و تربیت حاصل کی اور باطنی فیضان اور نسبت کے حامل بنے۔ تربیت کے بعد آپؒ نے تقریباً تیس حضرات کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

جنوری 2009ء سے آپؒ کی زیرِ سرپرستی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور سے ماہنامہ ''رحیمیہ'' کا آغاز ہوا، جو اب تک بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے قارئین کی رہنمائی کے لیے شائع ہو رہا ہے۔ مئی 2009ء میں ''رحیمیہ مطبوعات'' کے نام سے نشر و اشاعت کا ایک ادارہ قائم کیا، جس میں علمائے حق کی کتابیں تحقیق کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ جولائی 2009ء سے آپؒ کی زیرِ سرپرستی ایک تحقیقی سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' کا آغاز ہوا، جو اَب تک اپنی تحقیقی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بڑے اہتمام کے ساتھ ہر سہ ماہی میں تسلسل کے ساتھ بروقت شائع ہو رہا ہے۔

2009ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کی تربیت کے لیے حرمین شریفین کا

سفر کیا۔ عمرہ کے دوران حرم کی پاک سرزمین میں ان حضرات کی تربیت کا سلسلہ چلتا رہا۔ اسی دوران حرمین شریفین، بالخصوص جامعہ اُمُّ القریٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہٴ حدیث نے آپؒ سے سلسلہٴ حدیث کی سند حاصل کی۔ 2010ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کے ہمراہ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرمایا۔ اگرچہ اس سے قبل آپؒ دو حج ادا کر چکے تھے، لیکن خلفا اور متوسلین کے اصرار پر باوجود ضعف اور کمزوری کے ان کی دل جوئی اور ان کی تعلیم و تربیت اور باطنی نسبت کی ترقی کے لیے یہ سفرِ حج فرمایا۔ اور اس دوران بہت کچھ باطنی فیوض و برکات سے اپنے متعلقین کو مستفیض فرمایا۔

آپؒ نے اپنی پوری زندگی پاکستان اور ہندوستان میں تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی دورہ جات کا اہتمام رکھا۔ ہمہ وقت آپؒ نوجوانوں کی تربیت کے لیے اسفار کی صعوبت برداشت کرتے رہے۔ خاص طور پر آپؒ نے ہندوستان میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تقریباً ہر سال مسلسل اسفار کیے اور وہاں قیام کیا۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ پر مشائخ رائے پور کا اعتماد

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کی استعداد اور صلاحیت پر بڑا اعتماد تھا۔ آپؒ اپنی مجالس میں نام لے کر آپؒ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چناں چہ فرمایا کرتے تھے:

”مولوی سعید احمد تو واقعی ”سعید“ ہیں۔“ (12)

اسی طرح پاکستان میں اپنے متوسلین کو خطوط میں آپؒ کی خدمت میں جانے اور صحبت میں رہنے کا حکم فرماتے تھے۔ چناں چہ ایک متوسل کو ایک مکتوبِ گرامی میں آپؒ کا پورا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز گمتھلوی (رائے پوری) سلّمہٗ حال وارد سرگودھا ہمارے پیر صاحب کے صاحبزادہ (نواسہ) ہیں۔ ان کے ہونہار صاحبزادے مولوی سعید احمد ہیں، جو کہ واقعی اسم بامسمّٰی ہیں۔“ (13)

اس طرح آپؒ وقتاً فوقتاً اپنے متعلقین کو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی خدمت میں رہنے کے لیے لکھتے رہے ہیں۔ اس طرح آپؒ کا اعتماد اپنے پورے حلقے میں بٹھاتے رہے اور اپنی قلبی توجہات مسلسل آپؒ پر مرکوز رکھیں۔

اپنے دونوں مشائخ کی ساٹھ سال صحبت اور خدمت

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے تقریباً 30 سال (1932ء تا 1962ء) تک حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی صحبت میں وقت گزارا ہے۔ اس پورے عرصے میں خانقاہِ رائے پور کے فکر و عمل اور جہد و کردار کو بہ خوبی سمجھا، بلکہ انتہائی قریب سے مشاہدہ کیا اور اپنے قلب و دماغ کی استعداد اور مہارت کے ساتھ اسے پورا پورا جذب کیا۔ پھر تقریباً 30 سال (1962ء تا 1992ء) کا عرصہ آپؒ نے اپنے والدِ گرامی اور خانقاہِ رائے پور کے مسند نشین ثالث حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمتِ عالیہ میں رہ کر، ان کی خدمت کی اور صحبت اٹھائی ہے۔

اس عرصے میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی نگرانی میں آپؒ نے خانقاہِ عالیہ کے مزاج کے مطابق دین اسلام کے تمام شعبوں میں بڑی ہمت و جرأت اور قربانی کے ساتھ کام کیا۔ وہ تمام ضروری امور سرانجام دیے، جو اس خانقاہ کے مشائخ کے فکر و عمل اور جہد و کردار کے مطابق تھے۔ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے تربیت یافتگان اور خانوادۂ ولی اللّٰہی کے جانشین حضرات کے مزاج اور منشا سے پوری مطابقت رکھتے تھے۔ آپؒ نے اس زمانے میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی رہنمائی میں دور کے تقاضوں کے عین مطابق نوجوانوں میں قومی اور ملّی شعور پیدا کرنے کے لیے اَن تھک محنت اور کاوش کی ہے۔ اس دور میں انسانیت کی خدمت کے حوالے سے غلبہ دین کا تقاضا کیسے اور کیوں کر پورا ہوگا، آپؒ نے اس حوالے سے دینی شعور کے فروغ کے لیے بڑی خدمات سرانجام دیں۔ اس کام کی اہمیت اس حوالے سے بہت بڑھ جاتی ہے کہ آپؒ نے کالج اور یونیورسٹی کے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد کو گمراہ جماعتوں کی گمراہی سے بچایا اور انھیں سچے علمائے ربانیین کا تعارف کرا کر ان سے وابستہ کیا۔

اس طرح گویا آپؒ نے اپنے ہر دو مشائخ رائے پور سے پورا پورا کسبِ فیض کیا۔ آپؒ کے قلبِ اطہر نے اپنے دونوں مشائخ جو کہ ہم مثل اور ایک دوسرے کے مشابہ تھے، کے قلوب سے دین اسلام کے ہر شعبے کا فیضان اَخذ کیا۔ اسے اچھی طرح جذب کیا اور تقریباً 60 سال تک خانقاہِ رائے پور کے مشائخ کی صحبت نے خانوادۂ ولی اللّٰہی کے دینی

مزاج اور امتیازی خصوصیات کو آپؒ کے قلب و دماغ میں راسخ کر دیا۔ اس نے آپؒ کے جسم و جان کو سراپا عمل بنا کر رکھ دیا۔

مشائخ رائے پور کے مزاج کا مجسمۂ فکر و عمل اور نمونۂ جہد و کردار

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کی حالت یہ ہے کہ ایک طرف ان حضرات کی کیمیا اثر صحبت تھی اور دوسری طرف آپؒ کا اپنا یہ حال تھا کہ اونچی استعداد و صلاحیت ہوتے ہوئے آپؒ کا دل و دماغ بچپن سے ہی ان مشائخ کرامؒ کا سچا طالب و عاشق بنا ہوا تھا۔ چناں چہ آپؒ کی سچی طلب اور مشائخ رائے پورؒ کی قوتِ جاذبۂ حق نے آپؒ کو اپنی طرف کھینچ کر ایسا کُندن بنا دیا کہ آپ مجددی ولی اللّٰہی مشائخ رائے پور کے مزاج کے مطابق مجسمۂ فکر و عمل اور نمونۂ جہد و کردار بن گئے۔ پھر آپؒ کی ہمت و قربانی نے اس جذبۂ صادقہ کو مزید نکھار کر رکھ دیا اور ایک کامل فرد کی حیثیت دی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے پاکستان میں دین سے دور ہو جانے والے نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد کو گمراہی سے نکال کر دین حق کے ساتھ وابستہ کرنے کا تجدیدی کردار ادا کیا۔ اس حوالے سے آپؒ مجددی سلسلے کے تجدیدی کردار کی ایک اہم کڑی کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔

اپنے مشائخ کے سیاسی فکر پر ثابت قدمی اور جدوجہد

سیاسی حوالے سے آپؒ کی تربیت چوں کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمائی تھی۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے زیرِ نگرانی آپؒ نے اس کے مطابق انھی خطوط پر کام کو آگے بڑھایا، جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے واضح کیے تھے اور جن کا اجمالی سا خاکہ اُن کے حالات میں گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ چناں چہ اس پس منظر میں کام کرنے کے لیے دین اسلام کے انسانیت نواز پہلو کو آپؒ نے اُجاگر کیا۔ نیز انسانیت دشمن سامراجی ممالک کی سازشوں اور مکر و فریب سے آگہی دینے کے لیے شعوری کردار ادا کیا۔

چناں چہ آپؒ اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''بحمداللہ! (ہمارا یہ) جماعتی کام' دینی اور ایمانی کام ہے۔ رضائے الٰہی مطلوب و مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے قرونِ اولیٰ کی جماعتِ صحابہؓ کی سنتیں زندہ کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی جدوجہد کی توفیق عطا کریں۔

جماعتِ صحابہؓ نے ظلم مٹا کر عدل قائم کر کے پوری انسانیت کی خدمت کی ہے۔

(آج) ظلم مٹا کر عدل کے قیام کا فریضہ اُمتِ مسلمہ کی جدوجہد سے نکل گیا۔ ظلم کے نظاموں کو توڑنے والا عمل مفقود (ختم) ہوگیا۔ اس لیے ساری دنیا ظلم کی سیاست کے تابع ہوگئی۔ خود اُمتِ مسلمہ ذلت کے عذابِ دنیا میں مبتلا ہوگئی۔ خلافت و حکومت اور عزت سے محروم ہوگئی۔ نصاریٰ و یہود کی غلام بنی ہوئی ہے۔ امریکا متحدہ یورپ کی طاقت کے ساتھ عربوں پر مکمل غالب آ گیا۔ یہ صلیبی فتح ہوگئی۔ اسرائیل کے ذریعے بیت المقدس پر قبضہ کرایا۔ اب (عراق کویت کی جنگ کے بعد) امریکا نے براہِ راست حرمین شریفین (کی سرزمین) پر قبضہ جما لیا ہے۔ تیل کی دولت اور سونے کی کانیں (اس کے) قبضے میں آ گئیں۔ مفاد پرست، عیاش خاندانوں نے یہاں تک اُمتِ مسلمہ کو ذلیل و حقیر کر دیا ہے۔ ترکی، مصر، شام، مراکش، پاکستان، بنگلا دیش، پھر امریکا کے حکم پر (عراق اور کویت جنگ میں اُس کی) مدد کو پہنچ گئے۔

یہ اقتصادی اور سیاسی غلامی کا نتیجہ ہے۔ ہم پر عذابِ الٰہی ہے۔ یہ غفلت کی سزا ہے۔ مفاد پرستی، خودغرضی کی وبا نے اندھا کر دیا۔ شعور چھن گیا۔ بے عقلی، بے شعوری' عذابِ دنیا ہے۔ رع (14)

وائے ناکامی ، متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

قومی اور ملّی نقطۂ نظر سے انسانیت دوست سیاسی سوچ کی ضرورت

آپؒ اکابرین جمعیۃ العلما ہند کی سیاسی سوچ کے مطابق یہ ضروری سمجھتے تھے کہ دنیا کے ہر خطے کی مظلوم اَقوام کو سامراجی ممالک کی سیاسی، معاشی اور تہذیبی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کرنا، اس دور میں دین اسلام کی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے۔ ہر ملک کو اپنے قومی جمہوری تقاضوں اور ملّی اُمنگوں کے مطابق اپنا قومی نظام تشکیل دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ غیر ملکی سامراجی مداخلت خواہ وہ کسی بھی نام سے ہو، کسی بھی ملک و قوم کے حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ بالخصوص اس خطے کے جن ممالک میں عالمی سامراج مداخلت کر کے اپنے سیاسی و اقتصادی مفادات حاصل کرتا ہے، دینی حوالے سے

www.rahimia.org

یہ ایک جرمِ عظیم ہے۔ اس کی مزاحمت ضروری ہے۔

اس علاقے میں اَمن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ پرست سامراجی ممالک سے آزادی حاصل کی جائے اور اپنی قومی اور ملّی اُمنگوں کے مطابق ایک ایسا سیاسی اور اقتصادی نظام تشکیل دیا جائے، جو نہ صرف ملک کے داخلی مسائل کو صحیح بنیادوں پر حل کرنے والا ہو، بلکہ اس پورے برعظیم پاک و ہند و بنگلا دیش میں پُر امن بقائے باہمی اور انسانیت دوستی کے اصولوں پر قائم ہو۔ اس خطے میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا، جب تک علاقائی بنیادوں پر اس خطہ میں بسنے والے تقریباً ڈیڑھ ارب انسانوں کے سیاسی امن اور معاشی خوش حالی کے لیے کام نہ کیا جائے۔ ہر وہ تحریک جو اس خطے میں فرقہ پرستی، تشدد پسندی، قتل و غارت گری اور فتنہ انگیزی پیدا کرنے والی ہو، اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ اس طرح کے ہتھکنڈے خواہ مذہب کے نام پر ہوں یا نسل پرستی اور برادری ازم کی بنیاد پر اختیار کیے جائیں، ان کی نفی کی جائے۔ اس لیے کہ دینِ اسلام بنیادی طور پر پُر امن اور انسانیت دوست مذہب ہے۔ اس کا پُر تشدد تحریکات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کو ظلم سے نفرت ہے اور عدل کا قیام اس کا بنیادی جوہر ہے۔ سماجی انصاف کی فراہمی اس کا بنیادی تقاضا ہے۔

آپؒ کی یہ حتمی سیاسی رائے تھی کہ قومی آزادی و حریت کی بنیاد پر سیاسی امن کا حصول اور انسانیت دوستی کی بنیاد پر معاشی عدل اور سماجی انصاف فراہم کرنا اسلام کا وہ سنہرا اُصول ہے، جو ہر دور میں انسانی سماج کی تشکیل نو کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کسی ملک میں غلبۂ دین کے اساسی تصورات انھی اصولوں پر آگے بڑھائے جائیں۔

اس تناظر میں غلبۂ دین کا ایسا سیاسی شعور پیدا کرنا ایک ناگزیر ضرورت اور تقاضا ہے۔ ورنہ حُبِّ مال اور حُبِّ جاہ کی وجہ سے مذہب کی جو مسخ شدہ صورتیں اس وقت چل رہی ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آئندہ چل کر لوگ مذہب سے نفرت کرنے لگیں گے۔ اس لیے دین اسلام کا وہ اصول جو گزشتہ اولیائے کرامؒ نے ہندوستان کے لوگوں کو حلقہ بگوش کرنے کے لیے اپنایا تھا اور انسانیت نوازی کا درس دیا تھا، اس اصول پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی اساس پر آپؒ اپنے متعلقین و متوسلین، بالخصوص نوجوان نسل میں دینی حوالے سے سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کرتے رہے ہیں، تاکہ دین اسلام کی

حقیقی سیاسی تعلیمات کا انسان دوست پہلو سامنے آئے اور سامراجی ظلم اور اس کی مداخلت کے خلاف بھرپور شعور کا واضح اظہار ہو۔

مراکزِ علمیہ اور مدارسِ دینیہ کی سرپرستی

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نوجوانوں کی اس حوالے سے سیاسی تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ آپؒ اُن مراکزِ علمیہ اور مدارسِ دینیہ کی پوری پوری سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ جو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کام کرتے ہوئے موجودہ سرمایہ پرستانہ پُرتعیش ذہنیت سے الگ ہوکر خالص علومِ دینیہ شرعیہ کی تعلیم وتعلّم میں مصروف عمل رہے ہیں۔ آپؒ کی قلبی توجہات اور ادعیۂ مخصوصہ ادھر متوجہ رہتیں کہ علومِ شرعیہ و دینیہ کی حفاظت کا انتظام اسی نہج پر جاری رہنا چاہیے، جیسا کہ اکابرین امت کے دور میں سادگی اور خلوص کے ساتھ جاری رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اداروں کی حفاظت فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ فرمائے۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کا سلوک وطریقت میں کردار

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے دین اسلام کے شعبۂ سیاست اور شعبۂ شریعت کے اساسی فکر وعمل کو کما حقہٗ نئی نسل تک منتقل کرنے کے لیے کام کیا۔ اس حوالے سے کام کرنے والے ادارے، تنظیمات اور مدارس کی نگرانی اور سرپرستی کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے شعبۂ سلوک و احسان و راہِ طریقت میں بھی آپؒ پوری ہمت اور دل جمعی کے ساتھ تربیت کے عمل کو وسیع، گہرے اور پراثر انداز میں آگے بڑھاتے رہے ہیں۔ آپؒ کی ہمتِ قلبی اور توجہِ باطنی سچے طالبین کے قلوب میں ذاتِ خداوندی کی محبت اور دین اسلام کی تعلیمات سے سچی وابستگی پیدا کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔

ظاہر بین حضرات کو شاید آپؒ کے قلب زکیہ سے پھوٹنے والی ہدایت کی روشنی کا صحیح احساس نہ ہو، لیکن اہل قلب اور مخلص حضرات آپؒ کے مرتبہ اور مقام سے خوب واقف تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ کے قلب ذکیہ نے کتنے ہی قلوب کو باطنی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اخلاص وللّٰہیت اور دین اسلام کے جامع فکر وعمل پر مر مٹنے کا جذبہ صادقہ پیدا کیا ہے۔ چناں چہ آپؒ کی صحبت اور تربیت سے جامع فکر، عمل پیہم اور جذبہ پرعزم کے حامل ایسے قلوب تیار ہوئے، جو اخلاص وللّٰہیت اور جذبۂ عشق الٰہی سے معمور ہیں اور جرأت

www.rahimia.org

وہمت اور قربانی کے پیکر ہیں۔

آپؒ نے بہت سے قلوب کو کھینچ کر اپنے اکابرین مشائخ کرام کے رنگ میں رنگا ہے۔ اس حوالے سے حضرت رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے قلوب کی جو نرسری لگائی تھی، آپؒ بڑی جاں فشانی سے اس کی پرورش اور نگہداشت کرتے رہے اور انھیں عشقِ الٰہی کی شراب پلا کر درجہ تکمیل کی طرف بڑھاتے رہے ہیں۔ آپؒ نے نقشبندی مزاج کے مطابق تمام سلاسل عالیہ کی جامعیت کو کچھ ایسے عجیب انداز سے آگے بڑھایا ہے کہ آپؒ کا کام حضراتِ نقشبندیہ کے لیے کہے گئے اس مصرعے کا پورا مصداق بن گیا ؏

بُرند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

(وہ خفیہ راستے سے اپنے قافلے کو حرم پہنچا دیتے ہیں۔)

ہندوستان اور پاکستان میں کئی حضرات آپؒ کی صحبت میں رہ کر کامیاب و کامران ہوئے۔ آپؒ کی طرف سے انھیں اللہ کا نام بتانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ یہ خلفا اور مجازین حضرات اس خانقاہ کے فکر و عمل کو آگے بڑھانے کے لیے کام کر رہے ہیں اور مزید ترقیاتِ ظاہری و باطنی سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ تقریباً بیس سال (1992ء تا 2012ء) تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین رہے۔ اس دوران انھوں نے دین اسلام کے تینوں شعبوں؛ شریعت، طریقت اور سیاست میں انسانیت کی رہنمائی کی۔ اس کے لیے انھوں نے ادارے اور تنظیمیں بنائیں اور غلبہ دین کے نظریے کے ساتھ اَن تھک جدوجہد اور کوشش فرمائی۔ خاص طور پر ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ قائم کیا۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور کے مقاصد و اہداف

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے لاہور میں ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) قائم کیا، جس کے تحت نہ صرف پاکستان میں خانقاہی مرکز کے طور پر سالکین و طالبین کا پورا اہتمام کیا، بلکہ علومِ قرآنیہ کے فروغ اور ولی اللّٰہی علوم و معارف کے پھیلاؤ کے لیے بڑی جدوجہد اور کوشش کی۔ اب الحمدللہ! پاکستان کے دیگر اہم شہروں کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ اور صادق آباد میں اس کے ریجنل کیمپس قائم کیے جا چکے ہیں، جب کہ دیگر شہروں کے لیے جدوجہد جاری ہے۔ حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے لیے تعلیمی اور تربیتی حوالے سے درجِ ذیل بنیادی اہداف و مقاصد مقرر کیے:

1۔شریعتِ مقدسہ اور علومِ قرآنیہ کا فروغ

شریعتِ مقدسہ کے فروغ کے لیے علومِ قرآنیہ کی سچی اور حقیقی تعلیمات نوجوان نسل کے سامنے پیش کرنا۔ چناں چہ ادارہ کے پیشِ نظر:

I۔ قرآن حکیم کی مستند تفسیر کا شعور پیدا کرنا

II۔ احادیثِ نبویہؐ کی مسلمہ تشریح سے آگہی دینا

III۔ فقہ اور قانونِ اسلامی کی اجماعی تفہیم پیش کرنا

2۔طریقت اور سلوک و احسان پر تزکیہ و تربیت

سلوک و احسان تصوف اور طریقت کی اساس پر باطنی تربیت اور تزکیۂ قلوب کے لیے انسانیت کے بنیادی اخلاق پر متعلقین و متوسلین کی تربیت کرنا۔اس کے لیے:

I۔ علومِ قرآنیہ کی اساس پر روحانی، اَخلاقی اور شعوری تربیت کا اہتمام کرنا

II۔ مشائخ رائے پور کی صحبت کی اہمیت اور سلسلے کے معمولات کی پابندی کرنا

III۔ مجالس ذکر و فکر کا اہتمام کرنا

3۔اجتماعیت اور دین کے سیاسی اور معاشی نظام کا شعور

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انسانی سماج کی تشکیل کے درجِ ذیل بنیادی علوم اور ان کے قرآنی اصول اور تعلیمات سے واقفیت بہم پہنچانا:

I۔ عمرانیات (Sociology) اور اس کے قرآنی اصول

II۔ سیاسیات (Political Science) اور اس کے قرآنی اصول و تعلیمات

III۔ معاشیات (Economics) اور اس کے قرآنی اصول و تعلیمات

IV۔ تاریخ (History) اور اس کے قرآنی اصول

V۔ فلسفہ (Philosophy) اور اس کے قرآنی اصول

VI۔ حالاتِ حاضرہ (Current Affiars) اور قرآنی نقطۂ نظر سے ان کا تجزیہ کرنا

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے بنیادی مقاصد میں مذکورہ بالا ''علومِ قرآنیہ'' کی تعلیم و

تربیت اور روحانی و اَخلاقی تربیت کے بنیادی اُمور کو قرآنی تعلیمات کے تناظر میں سمجھنا ہے۔ خاص طور پر درست سماجی تشکیل کے لیے قرآنی احکامات کی تفہیم اور دینی علوم کے حوالے سے سماجی شعور بلند کرنا اس کے پیشِ نظر ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے ادارہ کی خصوصیات میں یہ طے کیا کہ وہ قرآنی تعلیمات کو بہ طورِ نظامِ زندگی سمجھنے سمجھانے، دینی شعور بیدار کرنے اور اخلاقی جرأت و ہمت پیدا کرنے کے حوالے سے تعلیم وتربیت کی جدوجہد میں مصروفِ عمل رہے گا۔ آپؒ تقریباً بارہ سال تک اس ادارے کی سرپرستی، نگرانی اور سالکین و طالبین کی تربیتِ روحانی کرتے رہے۔

الغرض! آپؒ اپنی شبانہ روز محنتوں کے ذریعے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کے وابستگان میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص غلبہ دین کا سچا جذبہ بیدار کرنے میں مصروف رہے اور اکابرین مشائخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نوجوانوں میں ان قومی ذمہ داریوں کا احساس و فکر وعمل پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جن کا تقاضا اس دور میں ہمارا دین ہم سے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے فکر وعمل اور جہد و کردار کو صحیح تناظر میں سمجھنے اور اس کی اتباع و پیروی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنی رضا ومحبت سے نوازے۔ آمین!

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کا وِصال

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ اپنے مشائخ کے نقش قدم پر ایک بھرپور زندگی بسر کرتے ہوئے آخری زمانے میں دل کے عارضے میں مبتلا ہوئے۔ 2003ء میں پہلی دفعہ آپؒ کو دل کی تکلیف ہوئی، جس کا علاج ہوتا رہا۔ 9/ستمبر 2012ء کو آپؒ کو دوسری دفعہ دل کا عارضہ لاحق ہوا اور اس کے بعد تقریباً 18 روز تک بیمار رہ کر مؤرخہ ۸/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ/ 26/ستمبر 2012ء، بروز بدھ، بوقت صبح 9:35 پر تقریباً 90 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ ادارہ رحیمیہ لاہور کے قریب وارث روڈ گراؤنڈ میں آپؒ کی نمازِ جنازہ ہوئی، جس میں ملک اور بیرونِ ملک سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس کے بعد ادارہ رحیمیہ لاہور کے قریب ’’گلزارِ رحیمیہ سعیدیہ‘‘ میں آپؒ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ رحمہٗ اللّٰہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً.

آپؒ کے انتقال پر ملک اور بیرونِ ملک سے علمائے کرام، مشاہیر عظام اور نوجوانانِ

ملت نے تعزیتی کلمات کہے۔ خطوط لکھے۔ مضامین شائع ہوئے۔ خاص طور پر خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں اُسی روز ایک بہت بڑے اجتماع میں تعزیتی خطابات ہوئے۔ ہندوستان اور پاکستان کے تمام بڑے مدارس میں قرآن خوانی ہوئی۔ تعزیتی پیغامات آئے۔ خاص طور پر ازھرِ ہند دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا ابوالقاسم نعمانی نے دارالعلوم دیوبند میں آپؒ کے لیے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرایا اور دعائیں کیں۔ راقم سطور کے نام انھوں نے تعزیتی خط لکھا۔ اسی طرح ملک اور بیرونِ ملک سے متعلقین اور متوسلین نے آپؒ پر تعزیتی مضامین لکھے۔ منظوم اظہارِ تعزیت کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی اتباع میں قبول فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

دعا بہ درگاہِ خداوندِ عزوجل

آخر میں خدائے عزوجل کے حضور ہم سراپا التجا ہیں اور دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کرتے ہیں کہ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام مشائخ رائے پور کی ذواتِ قدسیہ کے فیضان سے پورے عالم کو منور فرمائے۔ ان حضرات کے فکر و عمل کے فروغ کے لیے ہمیں ان سے سچا تعلق قائم کرنے اور دلی محبت رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور ان کا کلی اتباع کرنے کی بھی پوری توفیق عطا فرمائے۔ ع

نہ پوچھو ہم سے رائے پور کے پیرِ مغاں کا ظرف
جو اُن کے مے کدے سے ہو کے آیا، چُور چُور آیا

جو پہنچا ان کی خدمت میں گدائے بے نوا بن کر
وہ آخر کامیاب و کامران ہو کر ضرور آیا

یہ خرقہ پوش سلطان السلاطین زمانہ ہیں
ہمیشہ سربریدہ سامنے ان کے غرور آیا

انھیں کے دم قدم سے رونق بزمِ سیاست ہے
انھیں کے ساتھ عرفان و تصوف دُور دُور آیا

انھیں کے عنبریں انفاس سے دل ہائے ویران میں
بہار جاں فزا آئی، سکون آیا، سُرور آیا

وہ عبدِ رحیم و قادر ہوں، عبدِ عزیز یا سعید احمد ہوں
ہوا ذرّے سے وہ خورشید، جو اُن کے حضور آیا

www.rahimia.org

حوالہ جات وحواشی

1۔ روایت حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ۔
2۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ،جمع کردہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ ص:176۔طبع: رحیمیہ مطبوعات لاہور۔
3۔ روایت سیّد مطلوب علی زیدی ودیگر حضرات۔
4۔ ماہنامہ بینات، بابت ماہ محرم ۱۴۱۳ھ،مطبوعہ کراچی۔
5۔ ایضاً۔
6۔ ایضاً۔
7۔ ایضاً۔
8۔ ایضاً۔
9۔ ایضاً۔
10۔ ایضاً۔
11۔ ڈائری راقم الحروف 1988ء۔
12۔ مجالس حضرت رائے پوریؒ،ملفوظات قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، جمع کردہ: مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ، تلخیص حافظ غلام فرید، از ص:191،طبع: مکتبہ سید احمد شہید،اردو بازار لاہور
13۔ مکتوب بنام مولانا سعید احمد ڈونگوی۔
14۔ مکتوب بنام حافظ محمد حسین،مکتوبات حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ،سہ ماہی مجلّہ ''شعور وآ گہی'' لاہور،ج:8،شمارہ 2،اپریل تا جون 2016ء،ص:49۔

☆

www.rahimia.org